اہل سنت کا نشان
بقیع
FEBRUARY 2006
مفت سلسلہ اشاعت 142
نظریۂ ختم نبوت
اور تحذیر الناس
مصنف شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی
تخریج و تحقیق علامہ محمد مختار اشرفی
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

نام کتاب : **نظریۂ ختم نبوت اور تحذیر الناس**

تصنیف : رئیس المحققین حضرت علامہ مولانا

محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

تخریج وتحقیق : **علامہ محمد مختار اشرفی**

رکن تحقیقات النصوص الشرعیہ،

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

سن اشاعت : **صفر المظفر ۱۴۲۷ھ بمطابق فروری ۲۰۰۶ء**

تعداد : ۲۰۰۰

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔

فہرست مضامین

نمبر شار	مضامین	صفحہ نمبر

عرضِ ناشر

برصغیر پاک و ہند میں مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں سے اقتدار حاصل کیا تھا اس لیے انہیں سب سے زیادہ خطرہ مسلمانوں سے ہی تھا اور وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو اتنا کمزور کر دیا جائے کہ وہ کوئی قوت بن کر ان کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت نہ کریں اور اس طرح ان کے اقتدار کو دوام مل جائے۔ شاطر انگریز یہ راز جانتا تھا کہ جب تک مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی چنگاری روشن ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ اس نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے چند مولویوں کو خریدا جنھوں نے جبہ و عمامہ اور علم و فضل کی آڑ میں مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسول ﷺ ختم کرنے کا کام کریں اب مسلمانوں کا دین و ایمان لوٹنے کے لیے انگریز بہادر کو چور دروازہ مل گیا چنانچہ اب وہ مسلمانوں کے سامنے کوٹ پتلون، ٹائی اور ہیٹ لگا کر نہ آتا بلکہ ان ہی نام نہاد علماء کے جبہ و دستار میں چھپ کر آتا اب ہندوستان کی زمین ایک نئی آفت کا گہوارہ بن چکی تھی زبان علماء کی چلتی تھی مگر حکم سات سمندر پار کا ہوتا تھا۔ غریب مسلمان کیا جانتا تھا کہ یہ جبہ و دستار والے ہمیں دن دہاڑے انگریزوں کے ہاتھ بیچ ڈالیں گے مگر وائے حسرت و ناکامی یہ تو انگریز سے پہلے ہی سودا کر چکے تھے۔ اسماعیل دہلوی اور ان کے رفقاء کار کی انگریز دوستی کی صرف دو مثالیں دے کر اپنی بات آگے بڑھاتا ہوں۔

"کلکتہ میں جب مولانا اسمٰعیل نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا، آپ انگریزوں پر جہاد کا فتوی کیوں نہیں دیتے، آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ایک تو ان کی رعیت ہیں، دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے، ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں"۔

(حیات طیبہ صفحہ ۲۹۶، مرتبہ مرزا حیرت دہلوی، مطبوعہ فاروقی، دہلی)

واہ رے مسلمانی! انگریز اگر مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہائیں تو کوئی غم نہیں مگر انگریز بہادر کے بدن پر سورج کی دھوپ تک نہ پڑے۔ واقعی وفاداری ہو تو ایسی۔

مولوی عبد الرشید گنگوہی دیوبندیوں کے مسلم مقتدا و پیشوا ہیں ان کے بارے میں تذکرۃ الرشید کی یہ عبارت پڑھیے اور سوچیے کہ ملت اسلامیہ کی تاریخ میں اس سے بھی زیادہ کوئی گھناؤنا اور قومی غداری کا باب مل سکتا ہے؟

جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش) کا فرماں بردار ہوں۔ ان جھوٹے سے میرا بال بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔

(تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۸۰)

زیر نظر کتاب میں ایسے ہی ایک عقیدۂ باطل کا رد کیا گیا ہے کہ جسے دیوبندی مکتبہ فکر کے قاسم العلوم والخیرات نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں درج کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

(تحذیر الناس، مصنفہ قاسم نانوتوی صفحہ ۳۴، دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی)

ذرا دیکھئے تو سہی کتنے گھناؤنے انداز میں عقیدۂ ختم نبوت پر شب خون مارا گیا ہے جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملت قادیاں کے گرو مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا دعوی کر دیا۔

حالانکہ قرآن کریم میں یہ آیت کریمہ ختم نبوت پر روشن دلیل ہے کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ ......الایة

زیر نظر کتاب میں فاضل مصنف نے امکان نظیر کے شبہے کا بھی رد بلیغ فرمایا ہے اور اہلسنّت و جماعت کا یہ عقیدہ کہ سید عالم روحی فداہ ﷺ کی ذات والا صفات ممکن النظیر نہیں بلکہ ممتنع النظیر ہے اب ان کے مثل پیدا ہونا محالات سے ہے لہٰذا ہم اہلسنّت و جماعت عقیدۂ امکان نظیر کو باطل جانتے ہوئے مسئلہ امتناع نظیر کو صحیح مبرہن اور مدلل سمجھتے ہیں

امکان نظیر کا مسئلہ ذہن میں ابھرتے ہی شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا یہ شعر صفحۂ ذہن پر

ابھر آتا ہے وہ فرماتے ہیں:۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

یا پھر اردو زبان کے مشہور شاعر مرزا غالب کے وہ چند اشعار ذہن کے پردے کو متحرک کرتے ہیں کہ جو اس نے مسئلہ امکان النظیر و امتناع النظیر کی بحث کے دوران لکھے تھے پہلے پہل اس نے اپنی غیر معمولی ذہانت سے دونوں خیالات کو ساتھ نبھانے کی کوشش کی جس کا ثبوت ان اشعار میں ملتا ہے :۔

یک جہاں تا ہست ایک خاتم بس ست　　قدرت حق را نہ یک عالم بس ست
خواہد از ہر ذرہ آرد عالمے　　ہم بود ہر عالمے را خاتمے
ہر کجا ہنگامہ عالم بود　　رحمۃ اللعالمینی ہم بود
کثرت ابداع عالم خوب تر　　یا بیک عالم دو خاتم خوب تر
در یکے عالم دو تا خاتم مجوئے　　صد ہزاراں عالم و خاتم بگوئے

لیکن آخر میں اسے بھی ماننا پڑا کہ نہیں نہیں! حق تو یہ ہے کہ سرکار کریم کا مثل و مثال نہ کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا اور آخر اسے یہ کہنا پڑا کہ :۔

غالب ایں اندیشہ نپذیرم ہمی　　خردہ ہم بر خویش می گیرم ہمی
اے کہ ختم المرسلینش خواندۂ　　دانم از روئے یقینش خواندۂ
ایں الف لامے کہ استغراق راست　　حکم ناطق معنی اطلاق راست
منشاء ایجاد ہر عالم یکے است　　گر دو صد عالم بود خاتم یکے است
منفرد اندر کمال ذاتی است　　لا جرم "مثلش" محال ذاتی است
زیں عقیدت بر گردم و السلام　　نامہ را در می نوردم والسلام

زیر نظر کتاب جمعیت اشاعت اہلسنّت کے تحت شائع ہونے والی ...... ویں کتاب ہے۔ ہم خصوصی طور پر مشکور ہیں گلوبل اسلامک مشن، انک نیویارک کے کہ انہوں نے ہمیں اس

کتاب کو بطور مفت اشاعت شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کتاب پر جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے شعبہ دار التحقیق کے ممبران نے احادیث و آیت قرآنی کی تخریج کروا کر نئے انداز میں کمپوز کروایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث سید محمد مدنی کچھوچھوی اشرفی کے روحانی و نورانی فیوضات سے ہمیں متمتع فرمائے۔ آمین

محمد مختار اشرفی غفرلہ

مقدمہ

عقیدۂ ختمِ نبوت، اسلام کے ان چند بنیادی عقائد میں سے ہے جن پر اُمت کا اجماع رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بدقسمتی سے ملتِ اسلامیہ کوئی ایک فرقوں میں بانٹ دیا گیا ہے یا کئی ایک فرقوں میں بٹ گئی ہے، جس کی پاداش میں اسلام و مسلمانوں کا بہت نقصان بھی ہوا ہے۔ لیکن اتنے تمام اختلافات و انتشار کے باوجود اسلام اور بزعمِ خویش، دیگر کلمہ گو مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ خدا کے آخری رسول اور نبی ہیں، اور اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔۔۔۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ گذشتہ چودہ سو سال سے، جس بدبخت نے بھی دعوائے نبوت کیا، تو اسے کافر و مرتد قرار دے دیا گیا۔۔۔ اور اس کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتے ہوئے **اسکو پیوندِ خاک کر دیا گیا۔** تاریخ شاہد ہے کہ مسیلمہ کذّاب کی جھوٹی نبوت کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے **سیدنا صدیق اکبر** ؓ **نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر** اس پر لشکر کشی فرمائی۔ اور اس جھوٹے مدعیٔ نبوت کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ باوجودیکہ اس میں **بے شمار** اکابر صحابہ، اجلہ فقہاء اور حُفاظ و قُراء صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے اور اسلام کو **ایک ناقابل تلافی نقصان** کا سامنا کرنا پڑا۔

لیکن سیدنا صدیق اکبر ؓ نے عقیدۂ ختمِ نبوت کیلئے اتنی بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ فرمایا اور فتنوں کی سرکوبی کو ضروری سمجھا۔ آپ نے اپنے نورِ باطنی سے دیکھ لیا تھا کہ اگر آج ان **فتنوں کا سر نہ کچلا گیا** اور عفو و درگذر سے کام لیا گیا، تو مستقبل میں نہ جانے کتنے دعویدارانِ نبوت پیدا **ہو نگے جنکا کام ہی اسلام میں رخنہ اندازی ہوگا** اور شجرِ اسلام جس کی آبیاری بانیٔ اسلام ﷺ نے اپنے خونِ جگر سے کی ہے، **خزاں دیدہ چمن کی طرح مرجھا جائے گا۔** علامہ طبری کی تصریح کے مطابق مسیلمہ کذّاب کے یہاں جو اذان رائج تھی اس میں **'اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ'** ہی کہا جاتا تھا۔۔۔۔ بایں ہمہ۔۔۔۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ نے اس کو کافر و مرتد اور واجب القتل جانا اور اس وقت تک آرام کا سانس نہیں لیا جب تک کفر اپنے مرگھٹ میں نہیں پہنچ گیا۔

مذکورہ بالا تمہید کی روشنی میں میرے معروضات کا مطلب صرف یہ ہے کہ صحابۂ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین نے معاملۂ تنقیصِ رسالت میں کسی کی زاہدانہ زندگی، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ و دیگر معاملات کو اہمیت نہ دی بلکہ ناموسِ رسالت کیلئے ان فتنوں کی سرکوبی کو بہت ضروری تصور کیا۔ چنانچہ بسا اوقات انہیں دار و رسن کی منزلوں سے گزرنا پڑا۔ ہزار آفتوں اور مشکلات کا سامنا کرنے کے باوجود، ناموسِ رسالت پر اپنے آپ کو قربان کر دینا ہی ان حضرات نے اپنی زندگی کی معراج سمجھا۔

غالباً ۱۸۵۷ء سے پیشتر مسلمانانِ ہند بڑی کسمپرسی کی زندگی گزار رہے تھے۔ اس وقت کوئی شخص بہ نام توحید، تنقیصِ رسالت یا بہ عبارت دیگر عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہوا دے رہا تھا۔ کہنے کیلئے تو یہ شخص ان لفظوں سے خدا کی قدرتوں کا اعلان کر رہا تھا کہ 'خدا اگر چاہے تو ایک لفظ 'کن' سے "کروڑوں محمد" پیدا کر ڈالے'۔ بظاہر دیکھنے میں یہ عبارت خدا کی لامحدود قدرتوں کا اعلان کر رہی ہے۔ لیکن درحقیقت۔۔۔۔

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

۔۔۔۔۔ کے مطابق، اپنی نبوت کی مارکیٹنگ کیلئے پر تول رہا تھا۔۔۔۔ اسلئے کہ اگر "کروڑوں محمد"، پیدا ہونگے تو وہ کروڑوں "خاتم النبیین" ہونگے یا نہیں؟ اگر "خاتم النبیین" ہونگے تو یہ عبارت بالکل لغو اور بے کار سی ہو کر رہ جاتی ہے اور اگر نہیں ہونگے تو معاذ اللہ......! ان تمام لوگوں کو، ان کی اپنی نبوت کاذبہ کی طبع آزمائی کا موقع مل جائیگا۔

علماء کرام قُدِّسَتْ اَسرارُہم نے اس عبارت اور اس قبیل کی دیگر عبارتوں پر زبردست گرفت فرمائی۔ علماءِ عالمِ اسلام نے ہر ممکن طریقوں سے ان کی تردید کی اور ساری دنیا میں ان عقائد اور ان کے متبعین کو مجبور کیا گیا، کہ تنقیصِ ناموسِ رسالت کے سبب ان لوگوں نے اپنا رشتہ اسلام سے منقطع کر لیا ہے۔ جب تک وہ اپنے ان عقائدِ باطلہ سے توبہ صحیحہ کر کے اپنا رشتہ اسلام سے منسلک نہ کر لیں، مسلمان ان سے اجتناب اور دوری رکھیں گے۔

لیکن ایک سمجھی بوجھی اسکیم کے تحت عوام الناس کی توجہ ہٹانے کیلئے کچھ حضرات نے کلمہ اور نماز کی آڑ لیکر، میدان میں اپنے مذہب کی خاموش تبلیغ شروع کر دی۔ ابتداً یہ حضرات اپنے کو

نمائندہ گانِ اہلسنّت کہہ کر مسلمانوں کی مسجدوں میں آ آ کر نماز و روزہ اور فکر آخرت کی تبلیغ شروع کر دیتے ہیں۔ فکرِ آخرت سے غافل، اگر کوئی مسلمان ان کے دام تزویر کا شکار ہو جاتا ہے تو پھر دھیمے دھیمے انکو عقائد و خیال میں ہمنوا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔۔ لیکن کیا وہ خیالات اسلامی ہوتے ہیں؟ نہیں اور بالکل نہیں! اسکا جواب زیرِ نظر کتاب بھی دے رہی ہے۔۔۔۔ اور یہ حضرات ان سادہ لوح مسلمانوں کو لیکر اپنی شخصی پوجا پاٹ، اپنا زہد و ورع اور مصنوعی تقدس کے پرچار میں لگا کر اسلام و بانی اسلام ﷺ سے دور کسی ایسے موڑ پر چھوڑ دیتے ہیں، جہاں سے پلٹ کر آنا اس شخص کیلئے ناممکن اور محال ہوتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی مسلمان رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نئے شخص کو نبی ماننے کیلئے تیار نہیں اور مسیلمہ کذّاب، اسود عنسی اور دیگر مدعیانِ نبوت کا ذبہ کا حشر بھی دیکھ چکے ہیں، پھر بھی اپنے شیوخ اور علماء کو نبی بنانے اور بننے کا جذبہ، انکے دلوں میں **انگڑائیاں لے رہا تھا۔** تو اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے یاروں کی پوری برادری سر جوڑ کر بیٹھ گئی **اور آپس میں کہنے لگے کہ** 'حضرت مولانا رفیع الدین، سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کا مکاشفہ ہے کہ:

"حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، بانی دارالعلوم دیوبند کی قبر، عین کسی نبی کی قبر میں ہے"

(مبشرات دارالعلوم دیوبند، صفحہ ۳۶)

قارئین کرام! اس عبارت کی وضاحت پر کوئی تبصرہ کرنے سے پیشتر یہ چاہوں گا کہ مزید حوالہ جات کی روشنی میں آپ حضرات تک یہ بات پہنچا دوں کہ یہ حضرات کس منصب اور مقام کے خواہاں ہیں؟ حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ منصب نبوت ان کا آخری نشانہ ہے، لیکن اس منصب کی طرف پیش قدمی ضرور کی گئی ہے۔

چنانچہ مولانا قاسم نانوتوی نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی یعنی اپنے قبیلہ کے شیخ سے شکایت کی کہ جہاں تسبیح لیکر بیٹھا، ایک مصیبت ہوتی ہے۔ اس قدر گرانی، کہ جیسے سو سو من کے پتھر کسی نے رکھ دیئے۔ زبان و قلم سب بستہ ہو جاتے ہیں۔ **قبیلہ کے شیخ نے** جواباً فرمایا کہ 'یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے۔ اور یہ وہ ثقل (بوجھ) ہے **جو حضور ﷺ کو وحی کے وقت محسوس** ہوتا تھا۔ تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے۔ (سوانح قاسمی، جلد ۱، صفحہ ۲۵۹،۲۱۸)

بات بڑوں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اکابر و اصاغر سب ہی اس منصب کے حصول کیلئے بیقرار نظر آرہے ہیں۔ ملفوظات الیاس کا مرتب یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ '﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ ۔۔۔ الایۃ﴾ کی تفسیر خواب میں القا ہوئی کہ 'تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیئے گئے ہو۔ (ملفوظات، صفحہ ۱۷)

مزید برآں اپنے متبعین اور تبلیغی کارکنوں، کا انبیائے کرام کے ساتھ موازانہ کرتے ہوئے ان کے نام ایک 'گشتی مراسلۂ میں موصوف نے فرمایا' اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا۔ اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔ (مکاتب الیاس، صفحہ ۱۰۸،۱۰۷)

علاوہ ازیں شیخ دیوبند کا اقبالی بیان:

(۱) جس میں لوگوں کے اعمال کو بتایا گیا کہ بسا اوقات امتیوں کے اعمال، انبیاء کے اعمال کے مساوی ہی نہیں، بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔۔۔۔

(۲) مولوی اشرف علی صاحب کا اپنے مرید کے تعلق سے کلمہ اور درود میں رسول علیہ السلام کے نام پاک کی جگہ اپنے نام کا وِرد کروا کر، خاموش حوصلہ افزائی اور تبلیغی گشتوں میں انبیائے کرام کی تنقیص کا جذبہ ایسا معاملہ لگ رہا ہے کہ از اول تا آخر۔۔۔۔ شانِ رسالت کو گھٹانے کیلئے لوگوں کی ایک منظم جماعت ہے جو تنقیص رسالت کی سازش میں کارفرما ہے۔۔۔ مرزا غلام احمد قادیانی، اور اسکے ماننے والوں کو جب بھی گرفت میں لایا جاتا ہے تو جان بچانے کے لئے وہ لوگ فوراً مولانا قاسم نانوتوی کا وہ فتویٰ پیش کرتے ہیں جس سے مرزا کی نبوت کا ذبہ کو تقویت ملتی ہے۔۔۔۔ تحذیر النّاس کا مطالعہ کرنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے بازی مار لی ورنہ تو اس منصب اور مقام کیلئے مولانا قاسم نانوتوی اپنے لئے راہ ہموار کر چکے تھے۔ کم از کم دیوبندی حضرات کو اپنے اکابر کی ان تحریروں پر ایک غائرانہ نگاہ ڈالنی چاہئے اور اُمتِ مسلمہ کے سامنے اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہئے کہ عقیدۂ ختم نبوت، مماثلتِ انبیاء اور تنقیصِ رسالت کا بیج دیوبند میں بویا گیا۔ اور اس ڈرامہ کو قادیان میں اسٹیج کر دیا گیا۔

برا ہو اسلام بیزاری اور رسول دشمنی کا کہ جس نے امت میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کیلئے نت نئے گوشے پیدا کیئے۔ اور آج بھی ایک مخصوص طبقہ، اپنا سارا زور اس بات پر صرف کر رہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے رسول ﷺ کو بے اختیار، ذرۂ ناچیز سے کمتر، ڈاکیہ اور پوسٹ مین بنانے میں کامیاب ہو سکے۔ لیکن اس کی دوسری سمت خدا مستوں کی ایک ایسی جماعت بھی ہے جو آرام و آسائش سے دور رہ کر امت کے درد و کرب کو اپنے دل میں محسوس کر رہی ہے اور امت مسلمہ کو متحدہ و متفق رکھنے اور تحفظِ ختمِ نبوت کیلئے اپنی تمام تر توانائیاں اور فکری کاوشوں کو بروئے کار لا کر اسلامیانِ عالم پر زبردست احسان فرما رہی ہے۔ پروردگارِ عالم کا کروڑوں احسان ہے کہ امت محبوب ﷺ میں ایسے اولوالعزم اور جواں ہمت قافلہ سالاروں کو پیدا فرمایا ہے **جو تبلیغ دین وملت** کی سیاحی میں نہ تو حوصلہ شکنی کا اظہار کرتے ہیں اور نہ ہی آبلہ پائی کا شکوہ۔

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

حضرت محقق مدظلہ العالی نے قرآن و احادیث کی روشنی میں حقائق کو واضح فرما دیا اور ان فتنہ پرور چہروں کو بے نقاب کر دیا جو عوام الناس کو یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ امکان کذبِ باری تعالیٰ، مماثلتِ انبیاء اور عقیدۂ ختمِ نبوت، علمی بحثیں ہیں۔ درحقیقت یہ فرنگی فتنہ پرور ذہنیت کی اُڑائی ہوئی ایسی چنگاریاں ہیں جو مسلمانوں کے قلوب سے روحِ اسلام کو فنا کرنے کیلئے کسی وقت بھی آتش بار شعلوں میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

فقیر ابوالفضل سید محمد فخر الدین علوی
مشیر مذہبی امور گلوبل اسلامک مشن، اٹک
۲۰ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ، بمطابق ۷ اکتوبر، 2004ء
نیویارک، یو ایس اے

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط﴾

یقینی باتوں کو مشکوک بنانے کا شمار اب فنونِ لطیفہ میں ہو چکا ہے اور اسے ریسرچ کا خوبصورت نام دیا جاتا ہے۔ اسی پر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں بھی تقسیم کی جاتی ہیں۔ آج ارشادِ قرآنی میں مذکورہ لفظ ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کو بے جا بحث کی سولی پر لٹکایا جا رہا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ تو ہیں، مگر "خاتم" کا وہ معنی نہیں ہے جو آج تک سمجھا گیا ہے۔ بلکہ اس کا صحیح معنی وہ ہے جس کی بنیاد پر اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی آ جائے، جب بھی رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہی "خاتم" رہتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ آنحضرت ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے کا معنی وہ نہیں ہے جو آج تک لوگ سمجھ رہے ہیں بلکہ اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ آپ کو رسالت ملی ہی نہیں۔ صرف لفظ "خاتم" ہی پر یہ طبع آزمائیاں نہیں ہو رہی ہیں بلکہ مفہومِ نبوت کی بھی عجیب و غریب تشریح کی جا رہی ہے۔ اور نبوت بالذات، نبوت بالعرض، حقیقی نبوت، مجازی نبوت، اصلی نبوت اور ظلی نبوت و بروزی نبوت کی نئی نئی اصطلاحیں اختراع کی جا رہی ہیں اور اپنی اختراعات کو منوانے کے لئے "مافوق البشری" لب و لہجہ اختیار کیا جا رہا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان جدید محققین کے فاسد خیالات و آراء کو سامنے لانے سے پہلے ارشادِ خداوندی میں مذکورہ لفظ ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کے معنی مراد کو تفسیر و احادیث کی روشنی میں ظاہر کر دیا جائے۔

تفسیر قرطبی ....

﴿وَخَاتَمَ﴾ قرأ عاصم وحده بفتح التاء بمعنى أنهم به خُتموا، فهو كالخاتم والطابع لهم، و قرأ الجمهور بكسر التاء بمعنى أنه ختمهم، أي جاء آخرهم...... قال ابن عطية: هذه الألفاظ عند جماعة علماء الأمّة خلفاً و سلفاً متلقاةً على العموم التام مقتضية نصّاً أنه لا نبي بعده ﷺ(١)

اورلفظ "خاتم" کوصرف حضرت عاصم نے "تاء" کے زبر کے ساتھ (یعنی خَاتَم) پڑھا ہے۔یعنی انبیاء کوآپ سے ختم کردیا گیا۔پس آپ انبیاء کے لئے گویا مہر کی طرح ہیں۔جمہور نے "تاء" کے زیر کے ساتھ پڑھا (یعنی خَاتِم) ہے۔اس صورت میں معنی یہ ہوا کہ آپ نے انبیاء کوختم کردیا۔یعنی آپ ان کے آخر میں تشریف لائے۔ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ امت کے **متقدمین ومتاخرین،تمام علماء کے نزدیک ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کے یہ الفاظ اس کامل عموم کے حامل ہیں جو اس نص کے مقتضی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔**

تفسیر طبری ......

﴿وخاتم النَّبِيِّين﴾ الذى ختم النبوة فطبع عليها، فلا تفتح لأحد بعده إلى قيام الساعة...... ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ أي آخرهم...... و اختلف القراء فى قرائة قوله : ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ فقرء ذلك قراء الأمصار سوى الحسن والعاصم بكسر التاء من خاتم النبيين بمعنى أنه ختم النبيين ذكر أن ذلك فى قراة عبدالله "ولكن نبياً ختم النبيين" فذلك دليل على صحة قراة من قرأه بكسر التاء

(١) الجامع الأحكام القرآن، المجلد (٧)، الجزء (١٤) سورة الأحزاب، ٣٣/٤٠، ص ١٩٦

بمعنى أنه آخر النبيين(١)

اور ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ جس نے نبوت تمام فرمادی اوراس پرمہر لگادی۔اب قیامت تک آپ کے بعد دروازۂ نبوت نہیں کھولا جائے گا۔(ارشادالٰہی) ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ میں ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی ہے انبیاء کے آخر.......... ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کی قرات میں قراء کا اختلاف ہے۔حسن اور عاصم کے سوا جمیع حضرات قراء "خاتم" کی "تاء" کو زیر پڑھتے ہیں۔اس صورت میں معنی یہ ہوا کہ آپ نے انبیاء کوختم فرمادیا۔حضرت عبداللہ (ابن مسعود) کی قرات "وَلٰكِنْ نَّبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ" ان حضرات کی قرات کی صحت پر دلیل ہے جو "خاتم" کی "تاء" کو زیر پڑھتے ہیں۔اس کا معنی یہ ہوا کہ آپ "آخری نبی" ہیں۔

تفسیر جلالین..........

﴿رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ فلا يكون له ابن رجل بعده يكون نبياً، و فى قرأة بفتح التاء كآلة الختم : أى به ختموا ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ منه بأن لانبى بعده۔(٢)

(اللہ کے رسول اور آخری نبی) پس آپ کو ایسا فرزند نہ ہوگا جو رجل کی عمر تک پہنچ کر نبی ہوجائے اور ایک قرات میں (خاتم) "تاء" کے زیر کے ساتھ ہے۔ اس صورت میں "خاتم"، "آلۂ ختم" کے معنی میں ہوگا۔(اس کا معنی یہ ہوگا کہ) آپ نبوت کی مہر ہیں۔یعنی آپ سے انبیاء ختم کردیئے گئے۔(اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے) اسی میں یہ بھی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(١) جامع البيان فى تفسير القرآن ،المجلد (١٠) ، الجزء (٢٢) ، سورة الأحزاب، ص ١٢، ١٣

(٢) تفسير الجلالين، سورة الأحزاب ، ٣٣/٤٠، ص ٤٢٣

تفسیر نیشاپوری............

﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ لأن النبی إذا علم أن بعده نبياً آخر فقد يترك بعض البيان والإرشاد إليه بخلاف مالو علم أن ختم النبوة عليه ﴿وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ ومن جملة معلوماته أنه لا نبیّ بعد محمد ﷺ (١)

(اور آخری نبی) اس لئے کہ جب نبی کو یہ علم ہو کہ اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہونے والا ہے تو ہوسکتا ہے کہ ارشاد و بیان کی بعض باتوں کو نظر انداز کردے بخلاف اس کے کہ اگر اسے یہ علم ہو کہ نبوت اس پر ختم ہے۔ (اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے) اور اس کی جملہ معلومات میں سے یہ بھی ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تفسیر کبیر..........

﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ وذلك لأن النبی الذی يكون بعده نبیّ إن ترك شيئاً من النصيحة والبيان يستدركه من يأتی بعده، وأما من لا نبیّ بعده يكون أشفق على أمته وأهدى لهم وأجدى، إذهو كوالد لولده الذی ليس له غيره من أحد، وقوله: ﴿وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ يعنى علمه بكل شی دخل فيه أن لا نبیّ بعده (٢)۔

(اور آخری نبی) اور وہ اس لئے کہ وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی ہو اگر نصیحت و بیان میں سے کچھ ترک فرمادے تو آنے والا نبی اس کی تلافی فرمادے گا۔ لیکن

(١) تفسير غرائب القرآن و رغائب الفرقان على حاشية جامع البيان فى تفسير القرآن، المجلد (١٠)، الجزء (٢٢)، سورة الأحزاب ٣٣/٤٠، ص ١٥

(٢) التفسير الكبير، المجلد (٩)، الجزء (٢٥)، سورة الأحزاب ٣٣/٤٠، ص ١٧١

وہ جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو وہ اپنی امت پر نہایت درجہ شفیق اور کامل ہدایت فرمانے والا اور بہت زیادہ کرم فرمانے والا ہوگا اس لئے کہ وہ مثل اس باپ کے ہوگا جس کے بچے کا کوئی مربی نہ ہو اور ارشاد ربانی (اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے) یعنی اس کے ہر شے کے علم میں یہ بھی داخل ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تفسیر ابو سعود............

﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ أی كان آخرهم الذی ختموا به، وقرئی بكسر التاء أی كان خاتمهم، ويؤيده قرأة ابن مسعود: "وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ" ولا يقدح فيه نزول عيسى عليهما السلام، لأن معنى كونه خاتم النبيين، أنه لا ينبأ أحد بعده وعيسى ممّن نبی ء قبله......(١)

(اور آخری نبی) یعنی آپ "آخر الانبیاء" ہیں، جن پر سلسلۂ نبوت ختم کردیا گیا ہے۔ اور ایک قرات میں "تـاء" کے زیر کے ساتھ ہے، یعنی آپ انبیاء کو ختم فرمانے والے ہیں۔ "خاتم" میں "تاء" پر زیر والی قرات کی تائید حضرت ابن مسعود کی قرات "وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ"...... (لیکن ایسے نبی جنھوں نے انبیاء کو ختم فرمادیا) سے بھی ہوتی ہے...... (آنحضرت ﷺ مذکورہ بالا معنی میں خاتم الانبیاء ہیں) حضرت عیسیٰ کے نزول سے اس میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس لئے کہ آپ کے "خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ" ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔ رہ گئے حضرت عیسیٰ، تو انہیں تو آپ سے پہلے نبوت عطا فرمائی گئی۔

(١) تفسير أبی السعود، الجزء (٤)، سورة الأحزاب، ص ٢١٣

تفسیر مدارک..........

﴿وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ بفتح التاء عاصم بمعنى الطابع، أى آخرهم يعنى لاينبأ أحد بعده، و عيسى من نبئ قبله ...... وغيره بكسر التاء بمعنى الطابع وفاعل الختم، و تقويه قرأة ابن مسعود "وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيّٖنَ"۔(۱)

(اور آخری نبی) قرأۃ عاصم میں "تــاء" کے زبر کے ساتھ طابع کے معنی میں یعنی انبیاء کے آخر یعنی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ ان میں سے ہیں جنہیں آپ سے قبل نبوت عطا کی گئی.......... عاصم کے سوا اس کو طابع کے معنی میں ختم کا فاعل قرار دیتے ہیں (یعنی "خاتم" کو "تاء" کے زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں) جس کو حضرت ابن مسعود کی قرات، "وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيّٖنَ" سے تقویت ملتی ہے۔

تفسیر روح المعانی..........(۲)

﴿وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ ...... وكونه ﷺ خاتم النبيين مما نطق به الكتاب، وصدعت به السنّة، وأجمعت عليه الأمة فيكفر مدعى خلافه، و يقتل إن أصرّ، ومن السنّة ما أخرج أحمد، و البخارى، و مسلم، والنسائى، و ابن مردوية عن أبى هريرة أن رسول ﷺ قال: مَثَلِىْ وَ مَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِىْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَاراً بِنَاءً فَأَحْسَنَهُ وَ أَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُوْنَ بِهِ وَ يَتَعَجَّبُوْنَ لَهُ وَ يَقُوْلُوْنَ هَلَّا وَضَعْتَ هٰذِهِ اللَّبِنَةَ ؟ فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ

---

(۱) تفسير مدارك التنزيل على هامش الخازن، المجلد (۳)، سورة الأحزاب، ص ۵۰۳

(۲) تفسير روح المعانى، الجزء (۲۲)، سورة الأحزاب، ۴۰/۳۳، ص ۳۰۰

النَّبِيّٖنَ (۱)، وصح عن جابر مرفوعاً نحو هذا (۲) وكذا عن أبى ابن كعب (۳) و أبى سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنهم(۴) ......

﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ﴾ أعم من أن يكون موجوداً، أو معدوماً ﴿عَلِيْمًا﴾ فيعلم سبحانه...... الحكمة فى كونه عليه الصلوٰة والسلام خاتم النبيين......

(اور آخری نبی)...... آپ ﷺ کا آخری ہونا اُن امور میں سے ہے جن پر اللہ

---

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب المناقب، باب خاتم النبيين (برقم: ۳۵۳۵) میں، مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب ذكر كونه خاتم النبيين (برقم ۲۲-۲۲۸۶) میں، احمد نے "المسند" كتاب باقى مسند المكثرين، باب باقى المسند السابق (برقم: ۸۹۱۷) اور نسائی نے "سنن الكبرى" (برقم: ۱۱۴۲۲) میں باختلاف الفاظ روایت کیا اور ولی الدین تبریزی نے "مشكاة المصابيح" (برقم: ۵۷۴۴-۶) میں نقل کیا ہے۔ اسی طرح حدیث ابی ہریرہ کے انہی الفاظ کو امام سیوطی نے اپنی تفسیر "الدر المنثور" (الجزء السادس، سورة الأحزاب ۴۰/۳۳، ص ۵۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۲) حدیث جابر کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب المناقب، باب خاتم النبيين (برقم: ۳۵۳۴) میں، مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب ذكر كونه خاتم النبيين (برقم: ۲۳ ۲۲۸۷) میں، ترمذی نے "جامع الترمذى" کے كتاب المناقب، باب فى فضل النبى ﷺ (برقم: ۳۶۱۳) میں، احمد نے "المسند" کے كتاب المكثرين، باب سند جابر بن عبد الله (برقم: ۸۹۱۷) میں روایت کیا ہے اور امام سیوطی نے "الدر المنثور" (۵۴۴/۶) میں نقل کیا ہے۔

(۳) حدیث ابی بن کعب کو امام احمد نے "المسند" کے كتاب مسند الأنصار، باب حديث الطفيل بن أبى بن كعب عن أبيه (برقم: ۲۰۷۳۷) میں روایت کیا ہے اور امام سیوطی نے "الدر المنثور" (۵۴۵/۶) میں نقل کیا ہے۔

(۴) حدیث أبی سعید الخدری کو امام مسلم نے اپنی "صحیح" کے كتاب الفضائل، باب ذكر كونه خاتم النبيين (برقم: ۲۲۸۶) میں اور احمد نے "المسند" کے كتاب باقى مسند المكثرين، باب مسند أبى سعيد الخدرى (برقم: ۱۰۶۸۳) میں روایت کیا ہے اور امام سیوطی نے "الدر المنثور" (۵۴۴/۶) میں ذکر کیا ہے۔

کی کتاب ناطق ہے اور سنت نے جسے خوب خوب ظاہر کر دیا ہے اور امت کا جس پر اجماع ہو چکا ہے۔ پس اب جو آپ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ سنت سے وہ ہے جسے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے احمد و بخاری ومسلم ونسائی اور ابن مردویہ نے تخریج کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ "میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال ایسی ہی ہے جیسے اس شخص کی مثال جس نے ایک بہت ہی حسین وجمیل مکان تیار کیا، مگر اس کے گوشوں میں سے کسی ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ یوں ہی خالی رکھی۔ جب لوگوں نے اس مکان کو دیکھنے کے لئے اس کا چکر لگایا تو وہ اس خالی جگہ کو دیکھ کر حیرت و استعجاب میں کہہ پڑے، تو نے یہ اینٹ کیوں نہیں رکھ دی۔ تو میں (خانۂ نبوت کی) آخری اینٹ ہوں"۔ حضرت جابر ﷺ سے بھی مرفوعاً یہ روایت ہے۔ ایسے ہی حضرت ابی ابن کعب اور حضرت ابوسعید خدری نے بھی اس (حدیث لَبِنَہ) کی روایت کی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم...... (اور اللہ ہر شے کا) خواہ وہ موجود ہو یا معدوم (جاننے والا ہے) پس اللہ سبحانہ جانتا ہے...... کہ حضور کے آخری نبی ہونے میں حکمت کیا ہے......

صحیح مسلم کے حوالے سے آیت "﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾" کے تحت "تفسیر قرطبی"(۱) میں بھی حضرت جابر ﷺ کی مذکورہ روایت (یعنی حدیث لَبِنَہ) منقول ہے۔ مفہوم وہی ہے مگر لفظوں کا تھوڑا فرق ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے آخری کلمات یہ ہیں......

فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ

تو میں نے اسی اینٹ کی جگہ تشریف لا کر انبیاء کے آنے کے سلسلے کو ختم کر دیا

---

(۱) الجامع الأحكام القرآن، المجلد (۷)، الجزء (۱٤)، سورة الأحزاب ٣٣/٤٠، ص ۱۹۷

......تفسیر ابن کثیر (۱) میں بخاری (۲) ومسلم (۳) اور ترمذی (۴) کے حوالے سے حضرت جابر ﷺ کی جو روایت منقول ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں......

فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

تو میں اس اینٹ کی جگہ ہوں، مجھ پر انبیاء کی آمد کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا

تفسیر ابن کثیر (۵) میں اسی آیت ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کے تحت حضرت ابن ابی کعب، حضرت جابر ابن عبداللہ، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ (۶) کی روایتیں (حدیث لَبِنَہ سے متعلق) منقول ہیں۔ سب کا حاصل وخلاصہ ایک ہی ہے۔ ان روایتوں سے اس بات کی وضاحت بہ حُسن وخوبی ہو جاتی ہے کہ خود صاحبِ کتاب ﷺ نے کتابِ الٰہی میں ارشاد فرمودہ لفظ ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی "آخری نبی" ہی بتایا ہے۔

"تفسیر روح البیان" میں ہے کہ......

لما نزل قوله تعالىٰ : ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ استغرب الكفار كون باب النبوة مسدوداً فضرب النبى عليه السلام لهذا مثلاً ليتقرر فى

---

(۱) تفسير ابن كثير ، المجلد (۳)، سورة الأحزاب ٣٣/٤٠، ص ٤٩٤

(۲) صحيح البخارى، (برقم : ٣٥٣٤) (۳) صحيح مسلم (برقم: ٢٣ـ٢٢٨٧)

(٤) جامع الترمذى (برقم: ٣٦١٣)

(٥) تفسير ابن كثير ، المجلد (۳) ، سورة الأحزاب ٣٣/٤٠، ص ٤٩٣ـ٤٩٤

(٦) حدیث ابی بن کعب کو امام احمد نے "المسند" (برقم : ٢٠٧٣٧) میں حدیث جابر کو، امام بخاری نے اپنی "صحيح" (برقم : ٣٥٣٤) میں، ترمذی نے "جامع الترمذى" (برقم : ٣٦١٣) میں، احمد نے "المسند" (برقم : ٨٩١٧) میں حدیث ابی سعید کو امام مسلم نے اپنی "صحيح" (برقم : ٢٢ـ٢٢٨٦) میں، امام احمد نے "المسند" (برقم : ١٠٦٨٣) میں اور حدیث ابی ہریرہ کو امام بخاری نے اپنی "صحيح" (برقم : ٣٥٣٥) میں، مسلم نے اپنی "صحيح" (برقم: ٢١ـ٢٢٨٦) میں نسائی نے "سنن الكبرى" (برقم: ١١٤٢٢) میں احمد نے "المسند" (برقم : ٨٩١٧) میں روایت کیا ہے۔

نفوسهم وقال : "مَثَلُ الْأَنبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّامَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَ يَتَعَجَّبُوْنَ لَهُ وَ يَقُوْلُوْنَ هَلَّا وَضَعْتَ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ ؟ فَأَنَا اللَّبِنَةَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ"۔(١)

جب ارشاد ربانی ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ نازل ہوا تو کفار کو دروازۂ نبوت کا بند ہو جانا عجیب سا لگا، تو حضور ﷺ نے بطور مثال اس کو پیش کیا تا کہ ان کے نفوس میں یہ حقیقت اچھی طرح جم جائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ "میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال اس مرد کی مثال کی طرح ہے جس نے ایک بہت ہی حسین وجمیل مکان بنایا لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی اور لوگوں نے اسے دیکھنے کے لئے چکر لگانا شروع کیا اور اس بنانے والے پر تعجب کرنے لگے اور بول پڑے، تو نے اس اینٹ کو کیوں نہیں رکھا؟ (اس کے بعد حضور نے فرمایا) کہ میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں تمام انبیاء کا "خاتم" (یعنی آخری نبی) ہوں"۔

اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ قرآن کریم جس ماحول اور جس زبان میں نازل فرمایا گیا ہے، اس ماحول کے رہنے والے اور اس زبان پر کامل مہارت رکھنے والے اصحابِ زبان، کفار نے بھی ارشاد قرآنی میں ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی یہی سمجھا کہ رسول کریم ﷺ "آخری نبی" ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ جبھی تو ان کو دروازۂ نبوت کے مسدود ہو جانے پر حیرت لاحق ہوئی۔ اور پھر سرکار رسالت ﷺ نے بھی تمثیلات کے ذریعہ اس مفہوم کو ان کے ذہنوں میں اتار دیا اور اپنا "خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" بمعنی "آخری نبی" ہونا ظاہر فرما دیا۔

تفسیر ابن کثیر..........

فهذه الآية نصّ فی أنه لانبیّ بعده وإذا كان لانبیّ بعده فلا رسول

---

(١) تفسیر روح البیان، المجلد (٧) ، الجزء (٢٢) سورة الأحزاب ، ص ١٨٨

بالطريق الأولى والأحدى، لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوّة فإن كل رسول نبیّ ولا ينعكس وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله ﷺ من حديث جماعة من الصحابة ﷺ...... وقد أخبر اللّٰه تعالیٰ فی كتابه و رسوله ﷺ فی السنّة المتواترة عنه "لانبی بعده" ليعلموا أن كل من ادعی هذا المقام بعده فهو كذّاب أفاك دجّال ضالّ مضلّ...... (١)

پس یہ آیت "خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" اس بات پر نص ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر آپ کے بعد کسی رسول کا نہ ہونا بدرجہ اولیٰ اور بطریق انسب ثابت ہو گیا۔ اس لئے کہ مقامِ رسالت، مقامِ نبوت سے خاص ہے، کیوں کہ ہر رسول نبی ہے اور اس کا الٹا نہیں کہ ہر نبی رسول ہو۔ آپ کے آخری نبی ہونے سے متعلق رسول کریم ﷺ سے متواتر حدیثیں مروی ہیں، جن کو صحابہ ﷺ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے......

اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول کریم ﷺ نے اپنی سنت متواترہ میں، خبر دی ہے کہ "آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی" نہیں تا کہ لوگ جان لیں کہ آپ کے بعد جس نے اس مقام کا دعوی کیا وہ پرلے درجہ کا جھوٹا، بہتان طراز، مکار، گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔

تفسیر روح البیان..........

﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ قراء عاصم بفتح التاء وهو آلة الختم بمعنی مایختم به كالطابع بمعنی ما يطبع به والمعنی و كان آخرهم الذی ختموا به : وبالفارسية [مهر پيغمبران يعنی بد و مهر كرده شُد دَر

---

(١) تفسیر ابن كثير، المجلد (٣) ، سورة الأحزاب، ص ٤٩٣

نبـوت و پیـغـمبران را بدو ختم کرده اند] وقراء الباقون بکسر التاء أى كـان خـاتـمهـم أى فـاعـل الختم بالفارسية [مهر كننده پیغمبر انست] و هو بالمعنى الأول أيضاً و فى "المفردات" لأنه ختم النبوة أى تـمّـمـت بمجيئة...... وبالجملة قوله : ﴿وَخَـاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ يفيد زيادة الشـفـقة مـن جانبه والتعظيم من جهتهم لأن النبىّ الذى بعده نبىّ يـجـوزأن يتـرك شيـئـاً من النصيحة والبيان لأنها مستدركة من بـعـده، وأمـا من لانبىّ بعده فيكون أشفق على أمته وأهدى بهم من كل الوجوه ...... ﴿وَكَـانَ الـلّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا﴾ فيـعلم من يليق بـأن يـختـم بـه النبوة و كيف ينبغى لشانه ولا يعلم أحد سواه ذلك، قـال ابن كثير فى تفسير هذه الأية : هى نصّ على أنه لانبىّ بعده...... قـال فـى بـحـر الكام...... قال أهل السنّة والجماعة : لا نبىّ بعد نبيّنا لـقوله تعالىٰ : ﴿ وَلٰـكِـنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ﴾ وقـوله عليه السلام: "لَانَبِىَّ بَعْدِىْ" ومـن قـال : بـعـد نبيّـنـا نبـىّ يكفر لأنـه أنـكرالنصّ، وكذلك لوشكّ فيه لأن الحجة تبيّن الحق من الباطل و مـن ادعـى النبوّة بعد موت محمدٍ لايكون دعواه إلّا باطلاً انتهى، و تنباء رجل فى زمن أبى حنيفة وقال : أمهلونى حتى أجئ بالعلامات، فـقال أبو حنيفة : من طلب منه علامة، فقد كفر، لقوله عليه السلام : "لَا نَبِـىَّ بَعْدِىْ" كـذا فى "مـنـاقـب الإمـام" و فـى "الـفـتـوحات المكيه"(ص١٨٨)، قال فى "هدية المهديين" : أما الإيمان بسيدنا محمدٍ عليه السلام فإنه يجب بأنه رسولنا فى الحال و خاتم الأنبياء و الـرسـل، فـإذا امـن بـأنه رسول ولم يؤمن بأنه خاتم الرسل لانسخ

لـديـنـه إلـى يـوم القيامة لايكون مؤمناً و قال فى "الأشباه"(١) فى كتاب السير، إذا لم يعرف أن محمداً عليه السلام آخر الأنبياء فليس بمسلم، لأنه من الضروريات............(٢)

(اورآخری نبی) قرات عاصم میں لفظ "خـاتـم" کی "تـاء" پر "زبر" ہے۔ "خـاتـم بـفتح التاء" آلہٗ ختم، یعنی جس سے مہرثبت کی جائے جیسے طـابع "مـایـطبع بـه" کے معنی میں۔اس صورت میں ارشادقرآنی کامعنی یہ ہے کہ حضورﷺ آخرالانبیاء ہیں جن پر جملہ انبیاء کوختم فرمادیا گیا۔زبان فارسی میں قراتِ عاصم کی بنیاد پر﴿خَـاتَـمَ الـنَّـبِيِّيْنَ﴾ کامعنی "مہرِپیغمبراں" ہے، یعنی آپ سے دروازہ نبوت پرمہرثبت کردی گئی ہے اورآپ کی ذات سے جملہ پیغمبروں کوختم فرمادیا ہے۔جمہور نے لفظ "خـاتـم" کو"تـاء" کے "زیر" کے ساتھ پڑھا ہے،اس کامعنی بھی ایک وہ ہے جو "خـاتـَم بـفتح التاء" کا ہے۔ یعنی "مہرکنندہ پیغمبراں" پیغمبروں کے سلسلہ آمد پرمہرلگانے والے۔امام راغب کی "مفردات القرآن" میں ہے کہ آپ "خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ" ہیں۔اس لئے کہ آپ نے نبوت کوختم فرمادیااورآپ کی تشریف آوری سے نبوت، درجۂ کمال تک پہنچ کرمکمل ہوگئی......

الحاصل..........

ارشادقرآنی "خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ" اگرایک طرف یہ ارشادکررہا ہے کہ آپ امت پرنہایت شفیق ہیں تو وہیں یہ بھی ہدایت فرمارہا ہے کہ امت کوآپ کی نہایت تعظیم کرنی چاہیے،اس لئے کہ جس نبی کے بعدکوئی نبی ہوتو جائز ہے کہ وہ نصیحت وارشاد سے کچھ اُمور سے صرف نظرکرلے،اس

(١) الأشباه و النظائر، الفن الثانى: الفوائد ، كتاب السير ،ص ٢٢٢

(٢) تفسير روح البيان ، المجلد (٧)، الجزء (٢٢)، سورة الأحزاب ، ص ١٨٧، ١٨٨، ١٨٩

خیال سے کہ بعد میں آنے والا اس کی تلافی کر دے گا۔لیکن وہ نبی جس کے بعد کسی نبی کے آنے کا سوال نہ ہو،اس کی شفقت اپنی امت پر نیز اس کی ہدایتیں مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ کامل ومکمل ہوں گی.....(اور اللہ ہر شیء جاننے والا ہے) پس وہ جانتا ہے کہ کون اس بات کا لائق ہے کہ اس پر نبوت ختم کر دی جائے اور "خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ" کی کیا شان ہونی چاہئے،یہ باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اس آیت کی تفسیر علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں......"بحر الکلام" میں ارشاد فرمایا:اہلِ سنّت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں۔اس پر ارشاد ربانی ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ ناطق ہے اور ارشاد رسول "لَانَبِیَّ بَعْدِیْ" شاہد ہے......الغرض......قرآن وسنت دونوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی آخری نبی ہیں۔لہٰذا جو ہمارے نبی کے بعد کسی کو نبی کہے یا ہمارے نبی کے آخری نبی ہونے میں شک کرے،وہ کافر ہے۔اس لئے کہ حجت نے حق و باطل کو واضح کر دیا ہے۔پس حضور کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ بلاشبہ باطل ہی ہے......

انتھی......امام اعظم کے عہد میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی نشانیاں پیش کروں۔تو حضرت امام نے فرمایا جس نے بھی اس سے اس کی نبوت کی علامت طلب کی وہ کافر ہو گیا۔اس لئے کہ حضور فرما چکے ہیں کہ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ،میرے بعد کوئی نبی نہیں۔یہ واقعہ "مناقب الإمام" اور "الفتوحات المکیه" دونوں میں مذکور ہے......"هدية المهديين" میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ پر جو ایمان واجب ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ہم آپ کو فی الحال اپنا رسول بھی مانیں اور آخری نبی اور آخری رسول بھی تسلیم کریں۔پس اگر کسی نے آپ کو رسول مان لیا لیکن یہ نہیں تسلیم کیا کہ آپ آخری رسول ہیں،قیامت تک جس کا دین منسوخ نہ ہوگا،تو وہ مومن نہیں۔اور "الأشباه" میں "کتاب السیر" میں فرمایا کہ جس نے حضور ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔اس لئے کہ آپ کو آخری نبی ماننا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

تفسیر معالم التنزیل............

﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ ختم به النبوة، وقراء ابن عامر و عاصم خاتم بفتح التاء أى اخرهم۔(۱)

(ردشہاب ثاقب،ص۲۵۳،بحوالہ معالم مصری،ج۵،ص۲۱۸)

﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ یعنی ان پر نبوت ختم کی گئی اور ابن عامر اور امام عاصم نے "خاتم" کو "تاء" کے زیر سے پڑھا،یعنی آخر انبیاء میں آخری نبی۔

......اسی تفسیر "معالم" میں سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر نقل کی ہے۔

عن ابن عباس: أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَمَا حَكَمَ أَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ لَمْ يُعْطِهٖ وَلَدًا ذَكَرًا (أيضاً)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں،تو انہیں کوئی لڑکا عطا نہ فرمایا۔

تفسیر خازن............

﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ ختم اللّٰه به النبوّة فلا نبوة بعده أى : ولا معه ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا﴾ اى : دخل فى علمه أنه لانبىّ بعده۔(۲)

(ردشہاب ثاقب،ص۲۵۳،بحوالہ خازن مصری،ج۵،ص۲۱۸)

﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ یعنی اللہ نے ان سے نبوت کو ختم کیا،تو ان کے بعد کوئی نہیں،اور نہ ان کے زمانے میں۔اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔یعنی یہ اس کے علم میں ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

---

(۱) تفسير البغوى المعروف بمعالم التنزيل، الجزء (٥)، سورة الأحزاب ، ص٢٦٥

(۲) تفسير الخازن ، المجلد (٣)، سورة الأحزاب ،ص ٥٠٣

تفسیر احمدی (ملاجیون)............

هذه الآية في القرآن تدلّ على ختم النبوة على صريحاً ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ أي لم يبعث بعده نبيّ قطّ، ويختم به أبواب النبوّة، ويغلق إلى يوم القيامة، ملخصاً۔(۱)

یہ آیت قرآن نبی ﷺ کے ختم نبوت پر صراحۃً دلالت کرتی ہے اور ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ہرگز مبعوث نہ ہوگا۔ ان کے ساتھ نبوت کے دروازے قیامت تک ختم اور بند کر دیئے گئے۔

تفسیر غریب القرآن (علامہ ابوبکر سجستانی)............

قوله : ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ اخر النبيّين

ارشاد ربانی ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا ترجمہ آخر النبیین ہے۔

أيضاً.....(۲۵۷، بحوالہ غریب القرآن، مصری، ج۱، ص۲۴۷)

......خود مفتی دیوبند محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ "هدية المهديين" میں لکھتے ہیں۔

إن اللغته العربية حاكمة بأن معنى ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ في الآية هو آخر النبيّين لاغير

بے شک لغت عربی اسی پر حاکم ہے کہ آیت میں جو "خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ" ہیں، اس کے معنی آخر النبیین کے سوا کچھ اور نہیں۔

(أيضاً ص۲۵۸، بحوالہ ہدیۃ المہدیین ص۲۱)

......یہی مفتی دیوبند، اسی میں تصریح کرتے ہیں اور تفسیر "روح المعانی" سے ناقل ہیں کہ اسی معنی پر اجماع اُمت بھی منعقد ہو چکا ہے۔

و أجمعت عليه الأمة فيكفر مدعي خلافه، و يقتل إن أصرّ(۲)

(أيضاً ص۲۵۸، بحوالہ ہدیۃ المہدیین ص۲۱)

(۱) التفسيرات الأحمدية، و من يقنت، سورة الأحزاب، ص ٦٢٣

(۲) تفسير روح المعاني ، الجزء (۲۲)، سورة الأحزاب، ۳۳/۴۰، ص ۳۰۰

امت نے "خاتم" کے یہی معنی ہونے پر اجماع کیا ہے۔ اس کے خلاف کا دعوی کرنے والا کافر ہے۔ اگر اسی پر اصرار کرے، تو قتل کیا جائے۔

معتبر و مستند تفسیروں کے ضروری اقتباسات، مطلب خیز ترجموں کے ساتھ آپ نے ملاحظہ فرما لئے اور ان تفصیلات سے اچھی طرح سمجھ لیا کہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کو قاریوں نے تین طرح سے پڑھا ہے۔

(۱)......﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ (اسم آلہ) بروزن "عالم" یعنی جس سے کسی کو جانا جائے۔ اسی طرح "خاتم" جس سے کسی چیز کو چھاپا جائے۔

(۲)......﴿خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ (اسم فاعل) یعنی تمام نبیوں کا آخر۔

(۳)......﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ (فعل ماضی) یعنی حضرت پر تمام نبیوں کا خاتمہ ہوا۔

مذکورہ بالا قراءتوں میں، جس قرأت کو بھی اختیار کیا جائے، پیغمبر اسلام پر سلسلۂ نبوت کا خاتمہ لازم آتا ہے۔ حتی کہ "خاتم" (مہر) قرار دینے کی صورت میں بھی۔ اس لئے کہ "مہر" کسی چیز کو ختم کر دینے کے بعد ہی کی جاتی ہے تا کہ اب اُس ملفوف اور محدود شے میں کوئی اپنے طرف سے اضافہ نہ کر سکے۔ باقی دو معانی تو خود "انتہا" اور "خاتمہ" پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں......الغرض......﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی "آخر الانبیاء" ہے۔ اس مطلب کے اثبات کے لئے قراءتوں کا اختلاف مُضر نہیں۔ اسی طرح لفظ "ختم" کا طرقِ استعمال، مذکورہ بالا مطلب مراد لینے میں مُخِل نہیں۔ صاحبِ قاموس نے لفظ "ختم" کے استعمال کے تین طریقے لکھے ہیں۔

(۱)......خَتَمَ أَيْ طَبَعَهُ......یعنی کسی چیز کو چھاپ دیا۔

(۲)......خَتَمَ أَيْ بَلَغَ آخِرَهُ......یعنی کسی شے کے آخری حصے پر پہنچا۔

(۳)......خَتَمَ عَلَيْهِ......یعنی کسی چیز پر مہر کر دیا۔

......الغرض......لفظ "ختم" کے موارد استعمال بھی اس امر کا ثبوت دے رہے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔

تفسیروں نے اس بات کو واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ظاہر کر دیا کہ ساری اُمتِ مُسلمہ اور جمیع علمائے ملتِ اسلامیہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ ارشادِ قرآنی میں ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی "آخری نبی"، "عبارة النص" سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں جس عقیدے اور جس نظریے کو دینے کے لئے یہ الفاظ موجود ہیں وہ یہی ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔

نیز...... سب کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ رسول کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے میں آپ کے لئے بڑی فضیلت ہے۔ تفسیروں نے یہ بھی واضح کر دیا کہ علماء نے یہاں تک تصریح فرمادی کہ آنحضرت ﷺ کو "آخر الانبیاء" ماننا ضروریات دین میں سے ہے...... شروع سے چلئے، ہر ایک کی بارگاہ میں ہوتے ہوئے آیئے، ہر ایک ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی مراد "آخری نبی" ہی بتا رہا ہے۔ اس کے سوا ارشادِ قرآنی میں مذکورہ لفظ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا کوئی اور معنی نہ تو رسول کریم ﷺ سے منقول ہے، نہ صحابہ و تابعین سے، نہ ائمہ مجتہدین سے اور نہ ہی علمائے متقدمین و متاخرین سے۔ لہٰذا ارشادِ قرآنی میں مذکورہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی مراد "آخر الانبیاء" کی **صحت کو تسلیم کرنا ضروریات دین میں سے ہے**...... **نیز**...... یہ عقیدہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ "آخری نبی" ہونے میں آپ کے لئے عظیم فضیلت ہے اور ظاہر ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی منکر کے کافر ہونے کے لئے کافی ہے۔

صرف انہیں تفسیروں کو اٹھا کر دیکھ لیجئے جن کے حوالے گزر چکے ہیں۔ ان میں بعض تفسیروں میں آیۃ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کی تشریح کرتے ہوئے بعض ان حدیثوں کو بیان کیا ہے جن سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا...... الغرض...... ان احادیث کو مفسرینِ کرام نے آیۃ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کی تفسیر قرار دیا ہے

اور ظاہر ہے کہ جب قرآن کی تفسیر "احادیث" سے ہو، پھر اس کی اہمیت کا کیا کہنا۔ خود مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں اس بات کا اعتراف کیا ہے۔

...... چنانچہ وہ رقمطراز ہیں......

"احادیث نبوی ﷺ قرآن کی اوّلین تفسیر ہے اور کیوں نہ ہو کلام اللہ کی شان میں خود فرماتے ہیں۔ ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ ...... جب کلام اللہ میں سب کچھ ہو، یعنی ہر چیز بالاجماع مذکور ہوئی، تو اب احادیث میں بجز "تفسیر قرآنی" اور کیا ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر قرآن داں بھی کوئی نہیں ہوا۔ اس صورت میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی صحیح ہوگا۔ اگر آپ کی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف نہ ہو تو گو باعتبار سند اتنا قوی نہ ہو، جیسے ہوا کرتی ہیں تب بھی اور مفسروں کے احتمالوں سے تو زیادہ ہی سمجھنا چاہئے۔ اس لئے کہ اقوالِ مفسرین کی سند بھی تو اس درجہ کی کہیں کہیں ملتی ہے، پھر ان کی فہم کا چنداں اعتبار نہیں ہو سکتا ہے کہ ان سے خطا ہوئی اس پر پھر باعتبار سند بھی برابر ہوئی اور ایک آپ کا قول ہو دوسرا کسی دوسرے کا، تو بے شک آپ ہی کا قول مقدم سمجھا جائے گا اور اگر سند بھی حسبِ "قانونِ اصولِ حدیث" اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی نہیں۔"

(تحذیر الناس، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، ص ۳۳)

لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے کی چند حدیثیں نقل کر دوں تا کہ ظاہر ہو جائے کہ خود صاحب قرآن نے اپنے مختلف ارشادات میں آیۃ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا کیا معنی ارشاد فرمایا ہے اور اس کے مفہوم کو کن کن لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

حدیث (۱)......

وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ دَجَّالُوْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعَمُوْنَ أَنَّهُ

نَبِیُّ اللّٰہِ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (١)(مشکوٰۃ)(٢)

میری امت میں سے تیس (٣٠) جھوٹے مکار ہوں گے جن میں کا ہر ایک اپنے کو اللہ کا نبی گمان کرے گا۔ حالانکہ میں خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ہوں (یعنی) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث (٢)......

عن النبی ﷺ أَنَّہٗ : قال "لَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ"، قال أبو عمر : یعنی الرویا واللّٰہ أعلم التی ھی جزء منھا، کما قال علیہ السلام : "لَیْسَ یَبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ إِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ"۔(٣)

(قرطبی، زیرآیت "خاتم النبیین")(٤)

حضور کا ارشاد ہے کہ "میرے بعد نبوت کا کوئی حصہ نہ رہے گا لیکن وہ جو اللہ چاہے"۔ ابوعمر کہتے ہیں کہ (ماشاء اللہ) رویاء کی طرف اشارہ ہے، واللہ اعلم یہ رویاء جزءِ نبوت ہیں۔ جیسا کہ خود سرکار ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہیں رہے گا، رویاء صالحہ کے سوا"۔

حدیث (٣)......

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "إِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ

(١) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب الفتن، باب ذکر الفتن و دلائلھا (برقم : ٤٢٥٢) میں، ابن ماجہ نے اپنی "سنن" کے أبواب الفتن، باب ما یکون من الفتن (برقم:٣٩٥٢) میں اور امام احمد نے "المسند" (٢٧٨/٥) میں روایت کیا ہے۔

(٢) مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، الفصل الثانی (برقم : ٥٤٠٦ـ٢٨) و الدر المنثور ٥٤٤/٦، سورۃ الأحزاب

(٣) ان الفاظ حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب الأدب، باب فی الرؤیا (برقم : ٥٠١٧) میں روایت کیا ہے۔

(٤) الجامع لأحکام القرآن، المجلد (٧)، الجزء (١٤)، سورۃ الأحزاب ٤٠/٣٣، ص ١٩٧

بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ" قَالَ : فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَی النَّاسِ، فَقَالَ "وَلٰکِنَّ الْمُبَشِّرَاتِ" قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ ؟ قَالَ : رُؤْیَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ، وَھِیَ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّۃِ" وَھٰکَذَا رواہ الترمذی۔

(تفسیر ابن کثیر (١): تحت آیت زیر بحث، بحوالہ امام احمد)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ "رسالت و نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی"۔ راوی کے بیان کے مطابق لوگوں پر یہ خبر شاق گزری، تو سرکار نے فرمایا، "لیکن مبشرات باقی رہیں گے"۔ عرض کیا، "اے اللہ کے رسول ﷺ یہ مبشرات کیا ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا، "مرد مسلمان کا خواب جو اجزاء نبوت کا ایک جزء ہے"۔ ترمذی نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے"۔

حدیث (٤)......

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ قِیْلَ : وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قَالَ: "الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ" أَوْقَالَ: "الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ"(٢)

(تفسیر ابن کثیر: تحت زیر بحث، بحوالہ امام احمد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے بعد مبشرات کے سوا نبوت کا کوئی حصہ باقی نہ رہے گا"۔ دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: "اچھے خواب" یا یہ فرمایا کہ "نیک خواب"

(١) تفسیر ابن کثیر، المجلد (٣)، سورۃ الأحزاب، ص ٣٩٣

(٢) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب التعبیر، بَابُ الْمُبَشِّرَات (برقم: ٦٩٩٠) میں "لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ" ، قَالُوْا : مَا الْمُبَشِّرَاتِ ؟ قَالَ "الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ" کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۵)......

أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ

(ابن کثیر (۱): آیت زیر بحث، بحوالہ مسلم (۲) و ترمذی (۳) و ابن ماجہ (۴))

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "مجھے تمام مخلوق کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور انبیاء کی آمد کے سلسلے کو مجھ پر ختم کر دیا گیا۔"

حدیث (۶)......

إِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَأَنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ

(أیضاً: (۵) بحوالہ امام احمد (۶))

سرکار نے فرمایا: "میں علم الٰہی میں اسی وقت آخری نبی تھا جب کہ آدم آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے"۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر المجلد (۳)، ص ٤٩٣

(۲)صحیح مسلم (برقم : ٥-٥٢٣)

(۳) جامع الترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الغنیمه، (برقم:١٥٥٣)

(٤)سنن ابن ماجه، أبواب الطهارة، باب ما جاء فی التیمم (برقم : ٥٦٧)، أیضاً، رواه احمد فی "المسند" (٤١٤/٢) ذکره التبریزی فی "مشکاته" (برقم:٥٧٤٨-١٠)

(٥) تفسیر ابن کثیر، المجلد (٣)، ص ٤٩٤

(٦)اس حدیث کو امام احمد نے "المسند" (برقم:١٧١٥٠-١٧١٥١) میں اور بغوی نے "شرح السنة" ١٣/٧، (برقم: ٣٥٢٠) میں روایت کیا ہے اور ولی الدین تبریزی نے "مشکاة المصابیح" کے کتاب الفضائل و الشمائل "باب فضائل سید المرسلین، الفصل الأول، (برقم ٥٧٥٩-٢١) میں اور علامہ نبہانی نے "الفتح الکبیر" (برقم ٤٥٥٧) میں "المسند"، "طبرانی کبیر"، "مستدرك للحاكم"، "حلیة الأولیاء"، اور "شعب الإیمان للبیهقی" کے حوالے سے إِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔الحدیث کے الفاظ سے نقل کیا ہے اور بیہقی نے "دلائل النبوة" (٨٠/٢) میں إِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۷)......

أَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيَّ وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ۔(۱)

حضور نے فرمایا کہ: "میں حاشر ہوں کہ بروز قیامت لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو"۔

......امام نووی نے "شرح مسلم" (۲) میں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "اشعۃ اللمعات (۳)" اور "مدارج النبوۃ (۴)" میں، عاقب کا معنیٰ یہی بتایا ہے کہ عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ "منتہی الارب" و "جواہر البحار" میں بھی یہی معنیٰ مذکور ہے۔

حدیث (۸)......

أَنَا مُحَمَّدُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ۔ ثَلَاثًا ۔وَّلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔(۵)

ایک بار حضور ﷺ بزم صحابہ میں تشریف لائے اور فرمایا: "میں محمد نبی امی ہوں"۔ ایسے ہی تین بار فرمایا اور پھر کہا۔ "میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

حدیث (۹)......

أَنَا مُحَمَّدٌ وَّ أَحْمَدُ وَّالْمُقَفِّيْ وَالْحَاشِرُ وَ نَبِيُّ التَّوْبَةِ وَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔(٦)

---

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" (برقم:٣٥٣٢) میں، مسلم نے اپنی "صحیح" (١٢٤-٢٣٥٤) میں، ترمذی نے "جامع الترمذی" (برقم: ٢٨٤٠) میں امام مالک نے "الموطا" کے کتاب أسماء النبی ﷺ (برقم: ١) میں، دارمی نے اپنی "سنن" (برقم: ٢٧٧٥) میں اور امام احمد نے "المسند" (٤٠٧/٤٨) میں روایت کیا ہے اور تبریزی کے "مشکاة المصابیح" (برقم: ٥٧٧٦-١) میں اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر (۴۹۴/۳) میں نقل کیا ہے۔

(٢) شرح صحیح مسلم للنووی، (برقم: ١٢٤-٢٣٥٤)

(٣) اشعة اللمعات، المجلد (٤) کتاب الفتن، باب أسماء النبی ﷺ و صفاته، فصل اول، ص ٢٨٢

(٤)مدارج النبوة، المجلد (١)، باب هفتم، أسماء شریف آنحضرت ﷺ، ص ٢٥٥ اور اس میں ہے کہ عاقب: پس آئندہ یعنی خاتم الانبیاء

(٥) المسند ٢١٢/٢

(٦) اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب فی أسمائه ﷺ (برقم: ١٢٦-٢٣٥٥) اور امام احمد نے "المسند" (٣٩٥/٤) میں روایت کیا ہے اور ولی الدین تبریزی نے "مشکاة المصابیح" باب أسماء النبی ﷺ (برقم: ٥٧٧٧-٢) میں اور علامہ یوسف نبہانی "الفتح الکبیر" (برقم: ٢٧٩٣) میں "صحیح مسلم" اور "المسند" اور "طبرانی کبیر" کے حوالے سے (برقم: ٢٧٩٢ میں) ابن سعد کے حوالے سے کچھ الفاظ کے اختلاف سے نقل کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں آخری نبی ہوں، میں حاشر ہوں میں توبہ کا نبی ہوں اور میں رحمت کا نبی ہوں"۔

......علامہ نووی نے "شرح مسلم (۱)" میں، علامہ نبہانی نے "جواہر البحار" میں، ملا علی قاری نے "مرقات شرح مشکوۃ" (۲)، میں، شیخ عبدالحق دہلوی نے "اشعتہ اللمعات (۳)" میں اور علامہ قسطلانی نے "مواہب لدنیہ (۴)" میں، "المقفی" کا یہی معنی بتایا ہے کہ "آپ ﷺ آخری نبی ہیں"۔ علامہ قسطلانی کے الفاظ یہ ہیں۔ فکان خاتمهم و آخرهم۔ یعنی حضور ﷺ انبیاء کو ختم فرمانے والے "آخر الانبیاء" ہیں۔

حدیث (۱۰)......

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءَ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَ إِنَّهُ لَانَبِيَّ بَعْدَهُ۔(۵)

حضور نے فرمایا کہ: "بنی اسرائیل کے امور کی تدبیر و انتظام ان کے انبیاء فرماتے رہے۔ تو جب ایک نبی تشریف لے جاتے تو دوسرے ان کے بعد آجاتے، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

حدیث (۱۱)......

أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ(٦)

(۱) شرح صحيح مسلم، برقم (١٢٦_٢٣٥٥)

(۲) مرقاة المفاتيح، باب أسماء النبی ﷺ، (برقم: ٥٧٧٧_٢)

(۳) اشعة اللمعات، المجلد (٤) كتاب الفتن، باب اسماء النبی ﷺ و صفاته، فصل اول، ص ٢٨٣

(٤) المواهب اللدنيه، المجلد (١)، المقصد الثانی فی ذكر اسمائه الشريفه الخ، ص ٣٧٦

(۵) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے كتاب أحاديث الأنبياء، باب ما ذُكر عن بنی إسرائيل (برقم ٣٤٥٥) میں، مسلم نے اپنی "صحیح" کے كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء بيعة الخليفة الخ (برقم: ٤٤_١٨٤٢) میں، احمد نے "المسند" (٢٩٧/٢) میں روایت کیا ہے۔ اور ولی الدین تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب الإمارة (برقم: ٣٦٧٥_١٥) میں نقل کیا ہے۔

(٦) اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی "سنن" أبواب الفتن: باب فتنة الدجال و خروج عيسى بن مريم الخ (برقم: ٤٠٧٧) میں روایت کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "میں سب نبیوں کا پچھلا نبی اور تم سب امتوں سے پچھلی امت ہو"۔

حدیث (۱۲)......

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِّي: أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ۔(۱)

حضور ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: "تجھے مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے ہارون کو موسیٰ سے، مگر یہ کہ، میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

......اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہوئے، حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ: "میرے بعد کوئی نبی نہیں"، یہ اشارہ کر رہا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ارشاد میں "غیر تشریعی نبی" کے بھی ختم ہو جانے کی اطلاع دے دی ہے۔ اس لئے کہ حضرت ہارون علیہ السلام "غیر تشریعی نبی" تھے۔ اب حال ارشاد یہ ہوا، میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ تشریعی، نہ ایسا جیسے حضرت ہارون علیہ السلام تھے یعنی غیر تشریعی۔

ارشاد قرآنی ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی مراد "خلف و سلف" اور "خود سرکار رسالت" سے کیا منقول ہے؟ اس کی وضاحت کے لئے میں نے کتب احادیث و تفاسیر کا مختصر اور جامع انتخاب پیش کر دیا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لئے احادیث کی اسناد سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے، صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے۔ جن کتابوں کے حوالے پیش کئے گئے ہیں، وہ خود اس قدر معتبر و مستند ہیں کہ ان میں کسی روایت کا بطور سند آ جانا ہی اس کے "قابلِ استناد" ہونے کے لئے کافی ہے۔ اب جب ہم تمام ذکر کردہ تفاسیر و احادیث پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو، مندرجہ ذیل امور واضح طور پر سامنے آجاتے ہیں۔

(۱)......رسول اللہ ﷺ کا "خاتم" ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ، انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے۔ اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ عوام کا خیال نہیں ہے بلکہ یہی رسول کریم ﷺ کا

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے كتاب الفضائل، باب مناقب علی بن أبی طالب (برقم: ٣٧٠٦) میں اور مسلم نے اپنی "صحیح" کے كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن أبی طالب (برقم: ٣٠_٢٤٠٤) میں روایت کیا ہے۔

ارشاد ہے اور اسی پر صحابہ و تابعین اور تمام علمائے دین کا اجماع ہے۔

(۲)......"تأخر زمانی" میں کسی کے لئے کوئی فضیلت ہو یا نہ ہو، مگر ایک نبی کے لئے اس میں اتنی بڑی فضیلت ہے جس کا کما حقہ ادراک ایک غیر نبی سے ناممکن ہے۔ اس لئے کہ جو آخری نبی ہوگا لازمی طور پر اس کی شریعت آخری شریعت ہوگی اور اس قدر کامل و مکمل ہوگی کہ مزید اس کی تکمیل کا سوال نہ ہوگا۔ اس کی نبوت کا دائرہ ساری کائنات کو محیط ہوگا۔ وہ کسی ایک قوم یا محدود زمانے کا نبی نہ ہوگا، بلکہ قیامت تک اس کی عظمت و شوکت کا پرچم لہراتا رہے گا۔ اور وہ صرف نبی ہی نہ ہوگا، بلکہ رسول بھی ہوگا، جس کی رسالت، "رسالتِ عامہ" ہوگی۔ وہ اگر ایک طرف سارے عالم کے لئے "نذیر" ہوگا تو دوسری طرف سارے عالم کے لئے "ہادی کامل" اور "رحمت مجسم" بھی ہوگا۔

(۳)......جب ایک نبی کے لئے "تأخر زمانی" میں اس قدر فضیلتیں ہیں تو پھر ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کو "اوصافِ مدح" میں رکھتے ہوئے اور اس مقام کو "مقامِ مدح" قرار دیتے ہوئے بھی ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی آخری نبی ہی ہے۔ اس کا معنی "آخری نبی" لینے سے نہ یہ کلمات "اوصافِ مدح" سے نکلتے ہیں اور نہ ہی یہ مقام، "مقامِ مدح" سے۔

(۴)......﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی "آخرالانبیاء" لینے سے نہ تو خدائے تعالیٰ پر یاوہ گوئی کا وہم ہوتا ہے اور نہ رسول کریم ﷺ کی قدر و منزلت میں کمی کا احتمال اور نہ ہی کلام الٰہی پر بے ارتباطی کا الزام۔ اس لئے کہ اگر خدانخواستہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی "آخرالانبیاء" لینے سے یہ خرابیاں لازم آتیں، تو ناممکن تھا کہ تمام علمائے متقدمین و متاخرین بیک زبان اور بیک قلم اس بات پر اتفاق کر لیتے کہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی "آخرالانبیاء" ہے۔ اور یہاں تو معاملہ اور بھی اہم ہے، اس لئے کہ خود سرکار رسالت ﷺ نے بھی ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ فرمادیا ہے۔

(۵)......﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا ایسا معنی بتانا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا

ہو، تو پھر بھی "خاتمیتِ محمدی" میں کچھ فرق نہ آئے، قرآن کریم کے ثابت شدہ اجماعی مفہوم کو بدلنے کی شرمناک کوشش ہے، جس کا کفر ہونا "اظہر من الشمس" (۱) ہے۔

مذکورہ بالا نتائج کو ذہن نشین کرتے ہوئے آیئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک "اثر" پر ایک تحقیقی نظر ڈالیئے۔

......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:-

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ سَبْعَ أَرْضِيْنَ فِيْ كُلِّ أَرْضٍ آدَمُ كَآدَمِكُمْ وَ نُوْحٌ كَنُوْحِكُمْ وَ إِبْرَاهِيْمُ كَإِبْرَاهِيْمِكُمْ وَ عِيْسٰى كَعِيْسَاكُمْ وَ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ۔

(درمنثور وغیرہ)

بے شک اللہ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں، ہر زمین میں آدم تمہارے آدم کی طرح، اور نوح تمہارے نوح کی طرح، اور ابراہیم تمہارے ابراہیم کی طرح، اور عیسیٰ تمہارے عیسیٰ کی طرح اور نبی تمہارے نبی کی طرح ہیں۔

......اس اثر سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جس زمین پر ہم بستے ہیں، اس زمین کے علاوہ بھی زمین کے چھ طبقے ہیں اور ہر طبقہ میں رُشد و ہدایت کا کام انجام دینے کے لئے انبیاء کرام کی بعثت ہوتی رہی۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ہر طبقہ میں اس طبقہ کے سلسلۂ نبوت کا کوئی مبدء ہوگا اور کوئی منتہیٰ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر ہر طبقہ میں "مبدء و منتہیٰ" صرف ایک ہی ایک ہوں گے۔ لہٰذا "اثر مذکور" میں ہر طبقے کے اول کو ہمارے طبقہ کے اول سے "نفسِ اولیت" میں اور ہر طبقے کے آخر کو ہمارے طبقے کے آخر سے آخر ہونے میں تشبیہ دے دی گئی۔ مگر اس "اثر" کے کسی گوشے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ ہمارے طبقہ کے حضرت آدم و نوح و ابراہیم وغیرہ ان طبقات باقیہ کے حضرت آدم و نوح و

(۱) سورج سے بھی زیادہ روشن

ابراہیم وغیرہ کے ہم عصر تھے یا ان سے مقدم ومؤخر...... یا یہ کہ مثلاً ہمارے طبقہ کے آدم سے دوسرے بعض طبقہ کے آدم مقدم، بعض طبقے کے آدم موخر اور بعض طبقہ کے آدم ہم عصر رہے۔ ہاں "اثر مذکور" کے ظاہری الفاظ یہ ضرور اشارہ کر رہے ہیں کہ جس سطح ہمارے طبقے میں تشریعی اور غیر تشریعی دونوں طرح کے نبی ہوتے رہے، یہی حال ان طبقوں کا بھی ہے...... اب رہ گئے ہمارے طبقہ کے علاوہ دوسرے طبقوں کے "حضرات خاتم" وہ آپس میں ایک دوسرے سے مقدم وموخر تھے یا ہم عصر، "اثر مذکور" یہ بھی بتانے سے خاموش ہے...... ہمارے طبقہ کے "خاتم" کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اگر دوسرے طبقات کے "خاتم" پر غور کیا جائے تو عقلا چار صورتیں نکلتی ہیں۔

اول...... یہ کہ نچلے طبقات کے خاتم کے کل...... یا...... ان کا بعض آنحضرت ﷺ کے عصر کے بعد ہوئے ہوں۔

دوم...... یہ کہ مقدم ہوئے ہوں، یعنی آنحضرت ﷺ کا عصر انہیں نہ ملا ہو۔

سوم...... یہ کہ ہم عصر بھی ہوں اور صاحبِ شرع جدید بھی۔

چہارم...... یہ کہ ہم عصر ہوں، مگر صاحبِ شرع جدید نہ ہوں۔

مذکورہ بالا احتمالات میں پہلا احتمال بداھۃً باطل ہے۔ اس لئے کہ دلائل وضاحت کر چکے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کسی اور کو نبوت نہیں دی گئی...... دوسرے احتمال کی صورت میں آنحضرت ﷺ "خاتم الانبیاء جمع طبقات" ہوں گے۔ لہٰذا ضرورت نہ ہوگی کہ کوئی لفظ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کے ظاہری اور متواتر ومتوارث معنی کے بدلنے کی جسارت کرے۔ اسی طرح تیسرا احتمال بھی باطل ہے۔ اس لئے کہ بعثت نبویہ سے متعلق جو نصوص ہیں ان کا عموم ظاہر کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سارے عالم کے لئے ہے اور آپ کی رسالت، "رسالتِ عامہ" ہے۔ یوں ہی چوتھی صورت باطل ہے۔

......اولاً...... اس لئے کہ اگر کسی طبقے کا "خاتم" فریضۂ نبوت ادا کرنے میں عہدِ نبوی میں ہمارے

نبی کا شریک ہوگا تو ہمارے نبی صرف اپنے ہی طبقے کے انبیاء کے خاتم ہوں گے، جملہ انبیاء کے خاتم نہ ہوں گے۔ اس صورت میں آپ کا "ختم" اضافی ہوگا، حقیقی نہ ہوگا۔ حالانکہ ارشاد ربانی ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ اور ارشادات رسول ﷺ...... أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، (۱) خُتِمَ بِيَ الْأَنْبِيَاءُ، خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (۲)، فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ اور أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ (۳)...... کا اطلاق وعموم واضح کر رہا ہے کہ آپ ہر ہر نبی کے "خاتم" ہیں، خواہ وہ کسی طبقہ کا نبی ہو...... یا نیز آپ کا "ختم" بہ نسبت، "جملہ انبیاء جمیع طبقات" کے حقیقی ہے۔ خود "صاحبِ تحذیر الناس" لکھتے ہیں کہ، اطلاق "خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ" "اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا "خاتم" کہیئے"۔ (تحذیر الناس، ص۱۴)

......نیز لکھتے ہیں لفظ "خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" جس کی اطلاق اور نبیین کی عموم کے باعث کسی نے آج تک ائمہ دین میں سے کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا"۔ (تحذیر الناس، ص۱۵)

......ثانیاً...... اس لئے کہ بلا تخصیص، جملہ انبیاء کا "خاتم" ہونا نصوص کی روشنی میں آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اب اگر دوسرا بھی اس وصف میں آپ کا شریک ہے، تو پھر اس میں آپ کی خصوصیت نہیں رہ جاتی۔

......ثالثاً...... اس لئے کہ اگر کسی طبقہ میں ایسا "خاتم"، جو فریضۂ نبوت ادا کرنے میں ہمارے رسول کا شریک اور آپ کا ہم عصر ہوتا، تو نصوص میں ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کی جگہ "من خواتم

(۱) اس حدیث کو امام ابوداوَد نے اپنی "سنن" کے كتاب الفتن، باب ذكر الفتن و دلائلها (برقم: ٤٢٥٢) میں، ابن ماجہ نے اپنی "سنن" کے أبواب الفتن، باب ما يكون من الفتن، (برقم: ٣٩٥٢) میں اور امام احمد نے "المسند" (٢٨٧/٥) میں روایت کیا ہے، امام بخاری نے اپنی "صحیح" (برقم: ٣٥٣٥) میں اور امام مسلم نے اپنی "صحيح" (برقم: ٢٢۔٢٢٨٦) میں روایت کیا ہے اور ان الفاظ کو علامہ نبہانی نے "الفتح الكبير" (برقم ٢٧٨٩) میں "سنن الدارمي" کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(۲) ان الفاظ کو امام مسلم نے اپنی "صحيح" میں اور ترمذی نے "جامع الترمذي" میں اور ابن ماجہ نے اپنی "سنن" میں روایت کیا ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں مذکورہ آیت کے تحت ذکر کیا ہے۔ دیکھئے حدیث (۵)

(۳) ان الفاظ حدیث کو ابن ماجہ نے اپنی "سنن" (برقم: ٤٠٧٧) میں روایت کیا ہے۔

النبیین " کا لفظ ہوتا۔اس صورت میں عقلی طور پر لفظ "خواتم" تمام "خاتمین" کو ایک منزل میں رکھ کر ان کے سوا کو "النبیین" کے دائرے میں شامل کر لیتا..... الحاصل.....نصوص میں "خواتم" کے بجائے "خاتم" کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ "حقیقی آخری نبی". کوئی ایک ہی ہے۔

......رابعاً......اس لئے کہ حضور ﷺ جن کی نبوت و رسالت بالاتفاق تمام مخلوق کو عام ہے، آپ نے نبوت کو ایک مکان سے تشبیہ دی اور صرف اپنے کو مکان کی آخری اینٹ قرار دیا۔اب اگر بالفرض کوئی اور رسول کریم ﷺ جیسی "خاتمیت" رکھتا تو سرکار صرف اپنے کو آخری اینٹ قرار نہ دیتے۔ اور اس مکان میں اپنے ظہور سے پہلے صرف ایک ہی اینٹ کا خلا ظاہر نہ فرماتے۔اس مقام پر یہ کہنا کہ حضور نے صرف اپنے طبقے کو سامنے رکھ کر یہ بات فرمائی ہے، صرف یہی نہیں کہ ایک بے دلیل دعویٰ ہے، بلکہ ارشاد رسول ﷺ کے اطلاق و عموم سے متصادم بھی ہے۔

......خامساً......اس لئے کہ حضور ﷺ نے اپنے کو "عاقب" اور "مقفّی" فرمایا ہے اور اس کو اپنی خصوصیات میں رکھا ہے۔اب اگر آپ جیسی "خاتمیت" والا کوئی اور بھی ہو تو "عاقب" اور "مقفّی" ہونے میں آپ کی خصوصیت نہیں رہ جاتی۔

اس مقام پر یہ اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ نصوص میں حضور کو جو "آخری نبی" فرمایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو نبوت سب کے آخر میں دی گئی ہے، بلکہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے ظہور میں سب انبیاء کے آخر ہیں۔اور آپ کا زمانۂ ظہور آپ کے سوا دوسرے تمام انبیاء کے زمانۂ ظہور کے بعد ہے۔نیز آپ کے بعد اب کسی تشریعی نبی کو نہ بھیجا جائے گا......

الغرض......

از روئے زمانہ نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا......ورق الٹ کر جملہ تفاسیر و احادیث کو دیکھ ڈالئے! ہر ایک، رسول کریم ﷺ کی "خاتمیت" کو "خاتمیت زمانی" قرار دے رہا ہے۔اور "تاخر زمانی" کا خود "صاحب تحذیر الناس" کے نزدیک بھی یہی مطلب ہے کہ،

"آپ کا زمانہ، انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں"۔

(تحذیر الناس، ص ۳)......رہ گیا حضور ﷺ کی نبوت کا مسئلہ، تو آپ ﷺ نبوت سے اسی وقت سرفراز کئے جا چکے تھے، جب کہ کسی نبی کا وجود بھی نہ تھا۔چنانچہ حضور سے دریافت کیا گیا: مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ؟......حضور کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہوئی......آپ نے فرمایا: وَ آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (۱) ...... جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے۔

اس حدیث کو حاکم (۲)، بیہقی (۳)، ابونعیم اور ترمذی نے اپنی جامع (۴) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔الفاظ روایت ترمذی کے ہیں۔جنہوں نے افادۂ تحسین کے ساتھ اسے روایت کیا ہے......نیز......اسی حدیث کو امام احمد (۵) نے "مسند" میں، امام بخاری نے "تاریخ" میں، ابن سعد و حاکم (۶) اور بیہقی (۷) و ابونعیم نے حضرت میسرۃ سے اور طبرانی و بزاز و ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابونعیم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے......نیز......ابن سعد نے حضرت ابن ابی الجدعا و حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر اور حضرت عامر رضی اللہ عنہم سے بأسانید متباینہ والفاظ متقاربہ روایت کیا ہے۔امام عسقلانی

(۱) اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے أبواب المناقب (برقم: ۳۶۰۹) میں روایت کیا اور فرمایا: هذا حديث حسن صحيح غريب عن أبي هريرة اور ولی الدین تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب الفضائل و الشمائل باب فضائل سيد المرسلين ﷺ: الفصل الثانی (برقم: ۵۷۵۸-۲۰) میں نقل کیا ہے۔

(۲) المستدرك للحاكم، المجلد (۲) كتاب التفسير، تفسير سورة الأحزاب، ص ۴۵۳ (۲/۴۱۸) برقم: ۱۷۰۳/۳۵۶۶

(۳) دلائل النبوة، المجلد (۲)، أبواب المبعث، باب الوقت الذی كتب محمد ﷺ نبياً، ص ۱۳۰

(۴) جامع الترمذی، كتاب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، (برقم: ۳۶۰۹)

(۵) المسند (۵/۵۹)

(۶) المستدرك للحاكم، (۲/۶۰۸-۶۰۹)

(۷) دلائل النبوة، المجلد (۱) باب ذكر مولد المصطفیٰ الخ، ص ۸۵، و ۳/۱۲۹

نے "کتاب الاصابۃ" میں حدیث میسرہ کی نسبت فرمایا ہے...... سندہ قوی ...... اس کی سند قوی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی "مدارج النبوۃ" (ص۲) میں محلِ استناد میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ..... میں اس وقت نبی تھا جب آدم آب وگل کی منزلیں طے کررہے تھے۔ اس حدیث کی نقل سے پہلے متصلا حضرت شیخ فرماتے ہیں "اولست در نبوت (۱)" یعنی حضور نبوت میں اول ہیں۔ خود مولوی قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس" (ص ۷) پر مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے اور اسے "مقامِ استشہاد" اور "محلِ استناد" میں رکھا ہے۔

کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ

میں نبی تھا دراں حالانکہ آدم آب وگل میں تھے۔

...... اب نصوص کے پیش نظر یہ اور بھی واضح ہو جاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے "آخری نبی" ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو نبوت سب کے آخر میں دی گئی۔ اس لئے کہ نبوت میں تو آپ اول ہیں، ہاں آپ کا ظہور سب کے آخر میں ہوا۔ اور اب آپ کے عہد میں، نیز آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ان تفصیلات وتشریحات نے واضح کردیا کہ ﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ کے جو اجماعی اور متواتر معنی ہیں، اس کی روشنی میں یہ ناممکن ہے کہ کسی طبقہ کا کوئی نبی آپ کا ہم عصر ہو یا آپ کے عصر کے بعد آئے۔ اب کسی نبی کو ہمارے نبی کا ہم عصر قرار دینا یا ہمارے نبی کے عصر کے بعد کسی نبی کی تجویز کرنی، یقیناً ﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ کے اجماعی معنی کا کھلا ہوا انکار ہے۔ اب "اثر ابن عباس" کو قابلِ قبول بنانے کی لے دے کے یہی ایک صورت رہ گئی ہے کہ اس اثر میں طبقات باقیہ کے جن انبیاء کا ذکر ہے، ان کے وجود کو حضور ﷺ کے وجود ظاہری کے زمانے سے پہلے ہی تسلیم کرلیا جائے تو مذکورہ بالا خرابیاں لازم نہیں آتیں...... مگر ایک عظیم خرابی یہ مان لینے کے بعد بھی

(۱) مدارج النبوۃ، المجلد (۱) باب اول در بیان حسن خلقت و جمال، ص ۲

رہ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ "اثرِ مذکور" میں "طبقاتِ باقیہ" کے "آخری نبی" کو ہمارے نبی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ "نبوت" ہو یا "خاتمیت"، نیز "اوصافِ نبوت" ہوں یا "کمالاتِ رسالت"، کسی بات میں بھی "طبقاتِ باقیہ" کا آخری نبی ہمارے نبی کی طرح نہیں۔ اس لئے کہ ہمارے نبی کی نبوت، "نبوتِ عامہ" اور رسالت، "رسالتِ شاملہ" ہے، جس سے دوسرے انبیاء کو مشرف نہیں کیا گیا۔ یوں ہی ہمارے نبی کی "خاتمیت"، "حقیقی خاتمیت" ہے۔ رہ گئی دوسرے طبقات کے آخری نبی کی "خاتمیت"، وہ تو محض اعتباری اور اضافی ہے۔ پھر دونوں میں کیا مماثلت؟ اس لئے کہ دونوں میں جوہری وحقیقی فرق ہے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ ہمارے نبی اور دوسرے طبقات کے آخری نبی کے مابین "اثر مذکور" کو قابلِ قبول بنانے کے لئے جو بھی معقول وجہ تشبیہ نکالی جائے گی اس میں ان انبیاء کی تخصیص نہ رہ جائے گی، بلکہ ہمارے طبقہ کے انبیاء اور ہمارے نبی کے مابین بھی اسی طرح کی وجہ شبہ نکال کر ان کو ہمارے نبی کی طرح کہا جا سکے گا۔ لہٰذا "اثر ابن عباس" کا مضمون مہمل وبیکار ہوکر رہ جائے گا...... اور اس سلسلے کی آخری بات تو یہ ہے کہ خود "صاحب تحذیر الناس" کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اگر ﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ میں "خاتمیت زمانی" مراد لے لی گئی تو "اثر مذکور" کو اس کے معارض ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ معنی مراد لیا جائے جو خود انھوں نے گھڑا ہے تو "اثرِ مذکور" غلط ہونے سے بچ جائے گی۔ اسی مضمون کی طرف "تحذیر الناس" (ص ۲۴) پر اشارہ کرکے (ص ۲۵) پر صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ:

"علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثرِ مذکور میں قدر نبی ﷺ میں کچھ افزائش نہیں"۔

...... اور جب یہ بخوبی ثابت کیا جا چکا ہے کہ ﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ میں "ختم" سے "ختم زمانی" مراد لینا تمام امتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ تو اب "اثرِ مذکور" میں جو "علتِ قادحہ" ہے اس کو سمجھنے میں کسی معمولی فہم وفراست والے انسان کو بھی کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اب اگر کوئی اثر مذکور کی اسناد کو صحیح...... یا...... حسن قرار دے رہا ہو تو، صرف اتنی وجہ سے اس "اثر" کا مضمون اپنی "علتِ

قادحہ " کے سبب قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔ اور نکتہ آفرینیوں کے سہارے اس اثر کے مضمون پر کسی عقیدے کی عمارت نہیں تعمیر کی جاسکتی۔

ان تمام مباحث کو سامنے رکھتے ہوئے "ختمِ نبوت" کے باب میں اسلام کا جو نظریہ سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے عہد میں یا آپ کے عہد کے بعد، تاقیامت اب کوئی نیا نبی نہیں پیدا کیا جائے گا۔ نہ حقیقی، نہ مجازی، نہ ظلی، نہ بروزی، نہ تشریعی، نہ غیر تشریعی، نہ اسرائیلی، نہ محمدی۔ شریعت محمدیہ ہی آخری شریعت ہے جو تاقیامت رہنے والی ہے۔ قرآن وحدیث میں آپ کو جو ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کہا گیا ہے، اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ اب آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہیں پیدا کیا جائے گا۔ یہ وہ اسلامی عقیدہ ہے جو کتاب وسنت اور اجماع امت سب ہی سے ثابت ہے۔

ان حقائق کو ذہن نشین فرما کر اب آیئے اور عہد جدید کے "قاسم العلوم والخیرات" کی بھی مزاج پرسی کرتے چلئے۔ آپ بانی دارالعلوم دیوبند ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب "تحذیرالناس" میں لفظ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ میں تاویل فاسد کا سہارا لے کر غلام احمد قادیانی کے لئے دعوئ نبوت کی راہ ہموار کرنے میں جو شاندار رول ادا کیا ہے، اس کے لئے "اُمتِ قادیان" آپ کی بجا طور پر شکر گزار ہے۔ بعض قادیانیوں کی تحریریں نظر سے گزری ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ "ختمِ نبوت" کے باب میں قادیانیوں کا مؤقف بالکل وہی ہے جو "صاحبِ تحذیرالناس"، مولوی قاسم نانوتوی کا ہے...... اس کا اعتراف خود مولوی قاسم نانوتوی کے بعض بہی خواہوں نے بھی کیا ہے۔ یقین نہ ہو تو اٹھا لیجئے "شبستان اردو ڈائجسٹ، نئی دہلی، نومبر ۱۹۷۴ء، کو مولوی فارقلیط صاحب کے قلم سے نکلے ہوئے یہ فقرے ملیں گے۔

"بیج بویا علماء نے اور جب وہ تناور درخت ہوگیا تو
اس کا پھل کھایا مرزا غلام احمد قادیانی نے"

اپنے قلم سے اپنے قاسم العلوم کا یہ عقیدہ بتایا کہ:

"اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو پھر بھی
"ختمِ نبوت" نہیں ٹوٹے گی"۔

علمائے دیوبند کو علمائے اہلسنّت کا نام دے کر یہ کہا ہے:

"علمائے اہلسنّت اور قادیانی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں"۔

چلتے چلتے بارگاہ خداوندی میں ان لفظوں میں دعا کی ہے کہ:

"جو فتنہ علماءِ دیوبند اور قادیانیوں نے برپا کیا ہے
اس کا خاتمہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوجائے"۔

فارقلیط صاحب نے ان باتوں کو اپنے گمنام دانشوروں کی طرف منسوب کیا ہے.....

خیر..... یہ فارقلیط صاحب کی بولی ہو یا ان کے دانشوروں کی، مگر بات تو سچی ہی ہے۔ ہاں پہلے فقرے میں جس بیج کا ذکر ہے، فارقلیط صاحب کے دانشوروں کے خیال میں وہ "نزولِ مسیح" کا عقیدہ ہے..... حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ بیج "تحذیرالناس" کی عبارت ہے۔ جس کی روشنی میں مولوی قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ سامنے آتا ہے کہ "اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو پھر بھی ختم نبوت نہیں ٹوٹے گی"۔

اچھا اب آیئے اور دیکھئے یہ ہے "تحذیرالناس"، مطبوعہ محمدی پرنٹنگ پریس، دیوبند، جس کو کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند نے شائع کیا۔ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اس کتاب کا کون سا ایڈیشن۔

اولاً..... اس کا صفحہ ۳ ملاحظہ فرمایئے:

...... صاحب تحذیرالناس رقمطراز ہیں......

اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں، تاکہ فہم جواب میں کچھ دِقت نہ ہو۔ عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح

میں﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت وشکل ورنگ وحسب ونسب وسکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے جو اس کا ذکر کیا اور ان کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول ﷺ کی جانب نقصانِ قدر کا احتمال یوں کہ اہلِ کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا، اس لئے سدِ باب اتباعِ مدعیانِ نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہٖ قابلِ لحاظ ہے پر جملہ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ اور جملہ ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ میں کیا تناسب تھا، جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلامِ معجز نظام میں متصور نہیں۔ اگر سدِ باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے۔ بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے، جس سے تأخر زمانی اور سدِ باب مذکور، خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی ﷺ دوبالا ہو جاتی ہے۔

(تحذیر الناس، ص ۳-۴)

اب آیئے اس پوری عبارت کا حاصل مراد، نمبر وار ملاحظہ فرمایئے:

......صاحبِ تحذیر الناس کے نزدیک......

(۱)......﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی "سب میں پچھلا نبی" قرار دینا عوام اور جاہلوں کا خیال ہے، اہلِ فہم وفراست کا نہیں۔ لہٰذا جن جن حضرات نے ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی "آخر الانبیاء" قرار دیا ہے، وہ سب جاہل اور فہم وفراست سے عاری ہیں۔

(۲)......﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ بمعنی "آخر الانبیاء" ہونے میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ تھوڑی دور آگے چل کر یہ بھی کہہ دیا کہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ بمعنی "آخر الانبیاء" ان اوصاف کی طرح ہے جن کو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ لیجئے اب "بالذات" کے لفظ کی پیوندکاری سے جو فریب دینا تھا اس کا بھی دامن تارتار ہو گیا۔ بالآخر ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ بمعنی "آخر الانبیاء" کو ایسے ویسوں کے اوصاف کی طرح لکھ دیا۔

(۳)......﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی اگر "آخری نبی" لیا جائے گا تو ایک طرف خدا "فضول گو" ٹھہرے گا اور دوسری طرف قرآن بے ربط۔ دیکھ لیا آپ نے۔ "تحذیر الناس" کی عبارتِ منقولہ کی زہرافشانیاں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی "آخری نبی" ہے۔ یہی معنی صحابہ کرام بلکہ ساری اُمتِ مسلمہ نے سمجھا۔ خود حضور ﷺ نے متواتر حدیثوں میں ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا یہی معنی ارشاد فرمایا تو قطعاً بلاشبہ یہی آیت کی مراد ٹھہری۔ اب اس مراد پر جو اعتراض وایراد ہوں گے وہ یقیناً خدائے عزوجل اور قرآن کریم پر ہوں گے۔ غور تو فرمایئے کہ ساری امت، تمام صحابہ اور خود سرکارِ رسالت کو جاہل ونافہم، اللہ کو فضول گو، اور قرآن کو بے ربط، قرار دیتے ہوئے نانوتوی صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ کفر پر کفر بکے جا رہے ہیں......وہ بھی کوئی قلم ہے جو چلے تو بدمست شرابی کی طرح نظر آئے......﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ بمعنی "آخر الانبیاء" کا حضور ﷺ کے اعلیٰ فضائل اور جلیل القدر کمالات و مدائح میں سے ہونا، اسی طرح ضروریاتِ دین میں سے ہے جس طرح ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی "آخری نبی" قرار دینا ضروریاتِ دین میں سے ہے، تو جس طرح ارشادِ قرآنی ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کا معنی "آخری نبی" مراد نہ لینا ضروریاتِ دین کا

انکار ہے، بالکل اسی طرح ﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ بمعنی "آخرالانبیاء" میں فضیلت سے انکار کرنا قطعاً ضروریات دین سے انکار کرنا ہے اور شان رسالت مآب کی سخت توہین و تنقیص کرنی ہے...... اور آگے آیئے اور دیکھئے صاف اقرار ہے، کہ اس معنی متواتر اور مفہوم کے، جملہ مسلمین کو جاہلوں کا خیال بتا کر، جو معنی نانوتوی صاحب نے گھڑے ہیں وہ خود ان کی اپنی ایجاد ہے۔ اکابر کا فہم وہاں تک نہیں۔

...... چنانچہ نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں......

"نقصان شان اور چیز ہے اور خطاء ونسیان اور چیز ہے۔ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور کسی نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

(تحذیر الناس، ص ۲۶)

نانوتوی صاحب کی یہ تحریر اس بات کی دلیل ہے کہ نانوتوی صاحب ﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ کا جو معنی بتا رہے ہیں وہ اسلاف سے منقول نہیں، بلکہ خود ان کے ذہن کا اختراع ہے۔ خیال تو فرمایئے، اسی اختراعی معنی کے بل بوتے پر نانوتوی صاحب نے معنی متواتر ومتوارث کو جاہلوں کا خیال بتا کر صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کو جاہل ٹھہرایا ہے اور پھر اس کا عذر کم التفاتی گھڑا ہے۔ یعنی صحابہ کرام سے لے کر آج تک جملہ اکابر ملت اسلامیہ نے اس دینی و ایمانی عقیدۂ ضروریہ کی طرف کم التفاتی کی، جس کے سبب اس کو سمجھنے میں غلطی سے دوچار ہو گئے۔ وہ تو کہئے تیرہویں صدی کے ایک " کودک نادان" نے تیر مار لیا ورنہ کہا نہیں جا سکتا کہ اس غلطی متواتر کا سلسلہ کہاں تک پہنچتا...... اور غضب تو یہ ہے کہ یہ جاہل، نافہم اور ایک " عظیم عقیدۂ ایمانیہ" کی طرف کم التفات صرف صحابہ کرام اور جمیع اُمت ہی کو نہیں قرار دیا بلکہ خود حضور اقدس

ﷺ کی ذات والا تبار کو بھی ان خطابات کا نشانہ بنا لیا ہے، اس لئے کہ سرکار رسالت ﷺ نے بھی تو یہی معنی سمجھا ہے اور بتایا ہے۔ نانوتوی صاحب کے عہد حاضر کے تمام وکلاء، اگر حضور ﷺ پر سے یہ نانوتوی تشنیعین اٹھانا چاہتے ہیں تو آئیں اور ایک حدیث صحیح سے (خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو) ثبوت دے دیں کہ آیت کے یہ معنی جو " کودک نادان" نے گھڑے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کہیں فرمائے ہیں۔ اور جب نہیں بتا سکتے اور یقیناً نہیں بتا سکتے، تو اقرار کریں کہ نانوتوی صاحب نے قرآن کریم کی اس تفسیر کو، جو نبی کریم، صحابہ و تابعین اور جملہ امت سے متواتر ہے، مردود و باطل ٹھہرائی اور تفسیر بالرائے کی، نیز تمام امت بلکہ خود سرکار رسالت ﷺ کو جاہل و نافہم اور ضروریات دین کی طرف کم التفات بتایا...... مزید براں...... جو معنی نبی کریم و صحابہ و امت نے بتائے، سمجھے، اور جسے حضور کی مدح میں شمار کیا، ان کے مراد ہونے پر اللہ عزوجل کی جانب " زیادہ گوئی" کا وہم، رسول اللہ ﷺ کی طرف " نقصانِ قدر" کا احتمال اور قرآن عظیم پر " بے ربطی" کا الزام قائم کیا۔ اور جب وہ معنی یقیناً مراد ہیں اور مقام مدح میں مذکور ہیں تو پھر نانوتوی صاحب کے نزدیک، اللہ و رسول اور قرآن عظیم پر ان کے لگائے ہوئے سارے الزامات ثابت ہو گئے۔ ایسا لگتا ہے کہ کفر پر کفر بکنے کو نانوتوی صاحب نے ایمان سمجھ رکھا ہے...... یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے کہ نانوتوی صاحب نے یہ تو کہہ دیا کہ " تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"، مگر یہ نہیں سوچا کہ مقامِ مدح میں مذکور ہونے کے لئے وہی فضیلت ضروری نہیں جو بالذات ہو۔ خود انہی کے دھرم میں اگلے تمام انبیاء کی نبوت " بالعرض" ہے، کسی کی " بالذات" نہیں، جس پر ان کی یہ تحریر شاہد ہے......

" بالجملہ رسول اللہ ﷺ وصف نبوت میں بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض"

(تحذیر الناس ص ۸)

...... باوجود اس کے قرآن عظیم میں جابجا، وصفِ نبوت سے ان کی مدح فرمائی گئی ہے، علاوہ ازیں جب ﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ بمعنی " آخرالانبیاء" کا " مقامِ مدح" میں ہونا " ضروریاتِ دین" سے

ہے اور نانوتوی دھرم میں "فضیلت بالذّات" نہ ہونے کے باعث یہ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا تو قطعاً ظاہر ہوگیا کہ نانوتوی صاحب نے ارشادِ الٰہی کو غلط مانا، یہ کفر ہوا کہ نہیں؟

......اور آگے آیئے نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں......

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصفِ نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

(تحذیر الناس، ص ۲۵)

"تحذیر الناس" کے اوپر دیئے گئے حوالے کے آخری جملہ (بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں فرق نہ آئے گا) پر خاص توجہ چاہوں گا۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ **جب بعد زمانہ اقدس کوئی نبی پیدا ہوگا تو حضور سب کے آخری نبی نہ ہوں گے۔** اس لئے کہ حضور بعد اور نبی ہوا۔ اور "خاتمیت زمانی" بقول "تحذیر الناس" (ص ۳) یہی تھی کہ "آپ سب میں آخری نبی ہیں" یہ تو بداہتہً گئی اور اس کے جاتے ہی وہ جو خاتمیت ذاتی گھڑی تھی وہ بھی فنا ہوگئی اس لئے کہ خود "تحذیر الناس" میں ہے کہ "ختم نبوت بمعنی معروض کو تأخر زمانی لازم ہے"۔

اور ظاہر ہے کہ لازم کے انتفاء سے ملزوم کا انتفاء ہوجاتا ہے۔ تو "ختم زمانی" اور "ختم ذاتی" سب ختم و فنا ہوگئے۔ صرف نانوتوی صاحب کی "بے معنی خاتمیت" کا ہوا باقی رہا۔ اب یہ روشن ہوگیا کہ نانوتوی صاحب واضح طور پر ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ سے مطلقاً کفر کر بیٹھے ہیں۔ لطیفے کی بات تو یہ ہے کہ نانوتوی صاحب نے "تحذیر الناس" (ص ۱۰) پر "ختم زمانی" کی نسبت خود کو

لکھا ہے کہ "اس کا منکر بھی کافر ہوگا"۔ اور پھر (صفحہ ۲۵) تک پہنچتے پہنچتے "ختم ذاتی" اور "ختم زمانی" دونوں کا انکار کردیا اور اپنے منہ آپ ہی کافر ہوگئے...... "خاتمیت" کے باب میں نانوتوی صاحب کے قلم کی بدمستی کے دو ایک نمونے اور بھی ملاحظہ کرتے چلئے۔

......تحذیر الناس صفحہ ۱۴ پر رقم طراز ہیں......

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔

......آگے چل کر رقمطراز ہیں......

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔ (تحذیر الناس، ص ۲۵)

اس عبارت کا ابتدائی کچھ حصہ پہلے نقل کرچکا ہوں۔ اپنی اس عبارت میں لفظ "تجویز" استعمال کرکے نانوتوی صاحب نے واضح کردیا ہے کہ جہاں جہاں انہوں نے بالفرض بالفرض کہا ہے اس سے "فرض اختراعی" مراد نہیں بلکہ فرض بمعنی "تجویز" ہے اور تجویز کا تعلق اختراعات سے نہیں ہوتا بلکہ جو چیز عقلاً ممکن ہو اسی کی تجویز کی جاسکتی ہے۔

میری اس پوری تحریر کا منشاء "تحذیر الناس" میں موجود تمام خرافات اور اس کی جملہ اہمال سرائیوں پر نقد و نظر نہیں، بلکہ معنی ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ میں معنوی تحریف کی ہے۔ اس کے اجماعی معنی کا انکار کیا ہے اور اجماعی معنی مراد لینے کو جہلا کا خیال بتا کر تمام اُمتِ مسلمہ، بلکہ خود سرکار رسالت مآب ﷺ کو (نعوذ باللہ) جاہل، نافہم اور ایک عقیدہ ضروریہ سے کم التفات قرار دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ...... اور خود اس کا ایک ایسا معنی بتایا ہے جس کے رو سے اگر بالفرض، بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہوجائے، جب بھی "خاتمیتِ محمدی" میں فرق نہ آئے۔ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کے اس

جدید معنی سے اُمتِ مسلمہ کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچا لیکن اُمتِ قادیان نے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔ ایسا لگتا ہے کہ نانوتوی صاحب نے اپنی نبوت کے لئے راہ ہموار کی تھی، مگر ذرا سستی کر گئے اور غلام احمد قادیانی نے بازی مار لی۔

آخر میں چلتے چلتے اس حقیقت کا بھی اظہار کرتا چلوں کہ میرے روبرو، "تحذیر الناس" کا جدید ایڈیشن ہے جو قدیم ایڈیشنوں سے کچھ مختلف ہے۔ پرانے ایڈیشنوں میں تقریباً ہر جگہ "ﷺ" کی جگہ مہمل بے معنی لفظ "صلعم" موجود ہے۔ اس پر جب علمائے ملت اسلامیہ نے اعتراض شروع کیا تو نانوتوی صاحب کے وکیلوں نے اسے نئے ایڈیشن سے نکال کر اس کی جگہ "ﷺ" تحریر کر دیا۔ حالانکہ یہ وکلاء بھی خوب جانتے ہیں کہ "ﷺ" کی جگہ "صلعم" لکھ کر نانوتوی صاحب جو محرومیاں اپنے ساتھ لے گئے ہیں، بعد والوں کی اصلاح سے ان میں کمی نہ ہوگی...... یوں ہی زیر نظر ایڈیشن کے صفحہ "۳" اور صفحہ "۱۳" پر حاشیے بھی چڑھا دیئے گئے ہیں۔ مگر اس حاشیہ نگاری کے باوجود بھی بات جہاں پر تھی وہیں پر رہ گئی۔ اور نانوتوی صاحب کے داغدار دامن کی صفائی نہ ہو سکی۔ بالکل واضح اور ظاہر المراد عبارتوں پر حاشیہ چڑھانا بتا رہا ہے کہ ان حواشی کا منشاء حقائق پر پردہ ڈالنا ہے۔ اچھا آیئے ان حاشیہ آرائیوں کا بھی جائزہ لیتے چلئے۔ پہلے "تحذیر الناس" کی (صفحہ ۳، ۴) کی وہ عبارت نظر کے سامنے رکھ لیجئے جس کو میں نقل کر چکا ہوں۔

......پہلا حاشیہ: "اول معنی خاتم النبیین"......الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے......

"یعنی آیت کریمہ میں جو آنحضرت ﷺ کو ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ فرمایا گیا ہے۔ اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں" (حاشیہ نمبر ۱، صفحہ ۳)

......دوسرا حاشیہ: "سو عوام کے خیال"......الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے......

"یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقط اس معنی پر ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ ہیں کہ آپ سب سے آخری ہیں۔ یعنی یہ عوام کا خیال ہے، جس میں حضور ﷺ کی فضیلت کما حقہ کا اظہار نہیں ہوتا ہے" (حاشیہ نمبر ۲، صفحہ ۳)

......تیسرا حاشیہ: " مگر اہل فہم پر روشن "......الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے......

"عوام کے اس خیال کے مطابق یعنی محض تقدم و تأخر زمانی سے آنحضرت ﷺ کے لئے بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے حالانکہ منطوق قرآن بیان فضیلت کامل کے لئے ہے۔ لہٰذا ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کے ایسے معنی لینے چاہئیں کہ جس سے پورے طور پر کامل و اکمل فضیلتِ محمدی ﷺ ثابت ہو"۔ (حاشیہ نمبر ۳، صفحہ ۳)

......چوتھا حاشیہ: ص ۱۳ پر ہے اور وہ یہ ہے......

"یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیتِ محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آئے گا کیوں کہ فخرِ عالم ﷺ خاتم فقط اس معنی پر نہیں کہ آپ سب سے پچھلے زمانہ کے نبی ہیں۔ (جیسا عوام کا خیال ہے) بلکہ جیسے آپ خاتم زمانی ہیں ویسے ہی آپ خاتم ذاتی اور خاتم رتبی نبی تھے یعنی جس قدر کمالات اور مراتب نبوت ہیں وہ سب آپ کی ذات ستودہ صفات پر ختم ہیں زمانہ نبوت بھی آپ پر ختم ہے، مکان نبوت بھی آپ پر ختم اور مراتب نبوت بھی آپ پر ختم ہیں"۔ (حاشیہ نمبر ۱، ص ۱۳)

ان حواشی میں پہلے حاشیہ کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اصل کتاب ہی سے یہ مفہوم بخوبی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ دوسرے حاشیہ میں لفظ "فقط" حاشیہ نگار نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔ اصل عبارت کتاب میں نہ یہ موجود ہے اور نہ اس سے مفہوم۔ یوں ہی لفظ "کما حقہ" بھی حاشیہ نگار ہی کا اضافہ ہے، اس کے باوجود بھی بات نہ بنی اس لئے کہ اعتراض یہی تو ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کے اجماعی معنی کو عوام و جہال کا خیال ٹھہرا کر غلط بتایا ہے اور منکرِ اجماعِ اُمت ہو گئے ہیں۔ نیز تمام صحابہ و تابعین اور جمیع علمائے اُمت، یہاں تک کہ خود ذاتِ رسول کریم ﷺ کو عوام کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ سلف و خلف کے عقیدے سے ہٹ کر

﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ بمعنی "آخرالانبیاء" ہونے میں آپ کی شایانِ شان فضیلت سے انکار کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ یہ اعتراضات اس دوسری حاشیہ نگاری کے بعد بھی اصل کتاب پر بدستور قائم رہتے ہیں۔ بلکہ یہ حاشیہ بھی ان اعتراضات کے پورے نشانے پر ہے۔

اب تیسرا حاشیہ ملاحظہ فرمایئے۔ اصل کتاب میں جو "بالذّات کچھ فضیلت نہیں" کا فقرہ ہے، حاشیہ میں اس کا ترجمہ حاشیہ نگار نے یہ کیا ہے کہ "بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی"...... غور فرمایئے: "کچھ فضیلت نہیں" اور "کوئی خاص فضیلت نہیں"، کیا ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے؟ کیا دونوں کے دو مفہوم نہیں ہیں؟ کیا پہلے فقرے میں "بالذات فضیلت" کا بالکل انکار اور دوسرے فقرے میں درپردہ دبے لفظوں میں "بالذات فضیلت" کا بہت نہیں تو کچھ ہی سہی، خاص نہیں تو عام ہی سہی، اقرار ہے کہ نہیں؟ اس کے سوا اس حاشیہ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ اس پر امت کا اجماع ہے کہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ بمعنی "آخرالانبیاء" میں رسول کریم ﷺ کے لئے بڑی فضیلت ہے...... الغرض...... یہ وصف، رسول کریم ﷺ کے اعلیٰ فضائل اور جلیل القدر کمالات سے ہے تو اب اس وصف میں کامل فضیلت کا انکار، اجماعِ اُمت کا انکار ہوا کہ نہیں؟

اب آیئے چوتھا حاشیہ بھی دیکھ لیجئے: اس حاشیہ میں بریکٹ کے درمیان جو جملہ ہے وہ **بھی حاشیہ نگار ہی کا ہے۔ یہ حاشیہ بھی عجیب وغریب ہے جو اپنے دامن میں فریب کاریوں کا ایک** طوفان لئے ہوئے ہے...... غور کیجئے...... اصل کتاب کی عبارت تو یہ ہے کہ:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (ص ۲۵)

......اور حاشیہ میں اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

"بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا"۔ (ص ۱۴، برحاشیہ)

......غور فرمایئے کیا تعلق ہے اس حاشیہ کا، اس اصل سے؟ اصل میں تو "بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی

نبی پیدا ہو، کی بات ہے۔ لیکن حاشیہ میں "بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی فرض کیا جائے، کا ذکر ہے۔ آخر کون سی لغت ہے جس میں "پیدا ہو" کا ترجمہ "فرض کیا جائے" تحریر ہے۔ پیدا ہونا اور ہے اور فرض کیا جانا اور۔ دونوں کے اثرات و نتائج بالکل الگ الگ ہیں...... مثلاً...... اگر بالفرض، حاشیہ نگار صاحب کے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ صاحبِ اولاد کہلائیں گے۔ لیکن اگر بالفرض، ان کے گھر میں کوئی بچہ فرض کیا جائے، تو وہ لاولد کے لاولد ہی رہیں گے......

......المختصر......

اگر بالفرض، بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو یقیناً "خاتمیتِ محمدی" کے اجماعی معنی پر زبردست اثر پڑے گا۔ ناظرین کرام اصل کتاب اور حاشیہ کی عبارتوں پر جس قدر غور کریں گے، حاشیہ نگار کے دجل و فریب کا دامن تار تار ہوتا جائے گا۔ اب اسی حاشیہ کی اس کے بعد کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔ اس میں بھی لفظ "فقط" کا بیجا اضافہ ہے...... بااین ہمہ...... کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس لئے کہ فخر دو عالم ﷺ کا اس معنی میں "خاتم" ہونا کہ آپ سب سے پچھلے زمانہ کے نبی ہیں، یہ عوام کا خیال نہیں ہے بلکہ یہی رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ یہی صحابہ و تابعین کا عقیدہ ہے، اور یہی ساری اُمتِ مسلمہ کا نظریہ ہے۔ لہٰذا اس کو عوام کا خیال ٹھہرانا، اس کو غیر صحیح سمجھنا، ان عظیم بارگاہوں کی زبردست توہین ہے اور لفظ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کے اجماعی معنی کا انکار ہے...... ظاہر ہے کہ اس جرأت کے بعد کوئی کچھ بھی ہو، مگر مسلمان نہیں ہو سکتا...... حاشیہ میں یہ کہنا کہ آپ **"خاتم زمانی"** بھی ہیں، "خاتم ذاتی" بھی اور "خاتم رُتبی" بھی، بحث کو ایک دوسرا رخ دینا ہے۔ **سوال یہ نہیں** ہے کہ آپ کیا کیا ہیں۔ بلکہ سوال صرف اتنا ہے کہ **ارشادِ الٰہی میں لفظ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی** مراد کیا ہے......؟ تو اجماعِ اُمت کی طرف سے اس کا جواب ہے کہ اس لفظ قرآنی کا معنی مراد "آخرالانبیاء" ہے۔ یعنی حضور ﷺ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد کسی نئے نبی کا تصور نہیں کیا جا سکتا...... مگر...... "صاحبِ تحذیر الناس" کا کہنا یہ ہے کہ حضور ﷺ ایسے معنی میں ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ ہیں کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو

پھر بھی "خاتمیتِ محمدی" میں کچھ فرق نہ آئے گا"......

غور کیجئے کہ اب اگر "صاحبِ تحذیر الناس" ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی یہ بھی لیتے کہ حضور ﷺ "خاتم زمانی" بھی ہیں، تو ہرگز یہ دعوی نہ کرتے کہ اگر بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جب بھی آپ کی خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کے معنی مراد میں "خاتمیت زمانی" کو شامل کر لینے کے بعد مذکورہ بالا دعوی کی توقع کسی پاگل سے بھی نہیں کی جا سکتی، چہ جائیکہ ایک جماعت کے "قاسم العلوم والخیرات" سے کی جائے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا معنی مراد تو وہی ہے جس کی طرف ہمارے "قاسم العلوم صاحب" نے ارشاد کیا ہے، یعنی خاتمیت ذاتی" مگر "خاتمیت زمانی و مکانی" اس کو لازم ہے، جیسا کہ خود نانوتوی صاحب نے کہا ہے "ختم نبوت بمعنی معروض کو ختم زمانی لازم ہے" (ص ۸)...... تو میں عرض کروں گا مذکورہ بالا دعویٰ کے بعد نانوتوی صاحب رسول کریم ﷺ کی "ختم زمانی، اور اپنی گھڑی ہوئی "ختم ذاتی" دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے، جیسا کہ میں اس کی طرف مفصل اشارہ کر چکا ہوں...... المختصر **نانوتوی صاحب کے داغدار دامن کو صاف کرنے کے لئے بصورت حاشیہ نگاری جو ایک کوشش کی گئی ہے، وہ صرف یہی نہیں کہ بے سود ہے بلکہ مجرمانہ ذہنیت کی پیداوار ہے۔**

بحمدہ تعالیٰ تمام منازل تحقیقات کو طے کرتا ہوا اب میں وہاں آ گیا ہوں جہاں سے مولوی قاسم نانوتوی، دارالعلوم دیوبند، کی ضیافت طبع کے لئے "فتاوی دارالعلوم دیوبند" سے ایک تحفہ نکال کر انہیں پیش کر دوں۔ وہ تو چلے گئے جہاں جانا تھا، شاید کہ ان کے روحانی وارثین کا اس تحفے سے کچھ بھلا ہو جائے۔ اچھا اٹھایئے "امداد المفتین"، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد اول، صفحہ ۸ پر لکھا ہوا ہے۔

"دراصل ملحد و زندیق، اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جو بظاہر تو اصولِ اسلام قرآن وحدیث کے ماننے کے مدعی ہوں اور مسلمان ہونے کا دعوی رکھتے ہوں مگر نصوصِ شرعیہ میں تحریفات کر کے ان کے ظواہر کے خلاف اور جمہور سلف کے خلاف نئے نئے معنی تراشتے ہوں"۔

پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ "صاحبِ تحذیر الناس" نے ارشاد قرآنی ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ کا جو معنی بتایا ہے وہ خود ان کے اعتراف کی روشنی میں ان کی اپنی ایجاد ہے۔ جو ظاہر ارشاد ربانی اور جمہور سلف کے خلاف ہے...... اب شکل اول تیار کر لیجئے...... مولوی قاسم نانوتوی نے نص شرعی (یعنی خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کے معنی) میں تحریف کی اور اس (لفظ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ) کا ظاہر اور جمہور سلف کے خلاف معنی تراشا۔ اور جو ایسا کرے وہ ملحد و زندیق ہے...... نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی قاسم نانوتوی ملحد و زندیق ہیں۔

مذکورہ بالا قیاس کا "صغری" میں پہلے ثابت کر چکا ہوں اور "کبری" فتاوی دارالعلوم دیوبند سے ثابت ہے، تو اب جو اس کا لازمی نتیجہ ہے اس سے انکار کی گنجائش ہی کب رہ جاتی ہے...... آخر میں دو مبارک تحریریں حصول برکت کے لئے نقل کئے دے رہا ہوں۔ یہ مقدس تحریریں، گنبدِ خضری کے انوار و تجلیات کے سائے میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کی گئی ہیں۔ پہلی تحریر، محقق المعی، مدقق لوذعی، حضرت مولانا سید شریف برزنجی (مفتی الشافعی، بالمدینۃ المنورۃ) کی ہے۔ اور دوسری تحریر، فاضل شہیر، حضرت مولانا شیخ محمد عزیز الوزیر مالکی، مغربی، اندلسی، مدنی، تونسی کی ہے۔

﴿۱﴾

ووقع الإجماع من أول الأمة إلى آخرها بين المسلمين، على أن نبينا محمد ﷺ خاتم النبيين و آخرهم لايجوز في زمانه ولا بعده نبوة جديدة لأحد من البشر، و أن من ادعى ذلك فقد كفر، وأما الفرقة المسمّاة بالأميرية والفرقة المسمّاة بالقاسمية وقولهم لو فرض في زمنه ﷺ بل لو حدث بعده نبي جديد لم يخل ذلك بخاتميته...... الخ فهو قول صريح في تجويز نبوة جديده لأحد بعده ولا شك أن من جوز ذلك فهو كافر بإجماع علماء المسلمين، وهم عند الله من الخسرين، وعليهم وعلى من رضي بمقالتهم تلك إن لم يتوبوا غضب الله ولعنته إلى يوم الدين(۱)

(۱) حسام الحرمين، صورة ما كتبه السيد الشريف أحمد البرزنجي (المطبوع الدار العلوم الأمجديه)، ص ۱۰۲، و في نسخة (المكتبة النبوية)، ص ۱۳۵-۱۳۶

اورتمام امت اسلام کا، اول سے آخر تک، اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ
سب انبیاء کے خاتم اورسب پیغمبروں سے پچھلے ہیں۔ نہ ان کے زمانے میں
کسی شخص کے لئے نئی نبوت ممکن اور نہ ان کے بعد۔ اور جو اس کا ادعاء کرے،
وہ بلاشبہ کافر ہے۔ اور رہے، امیر احمد، نذیر احمد اور قاسم نانوتوی کے فرقے اور
ان کا کہنا، کہ اگر حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کیا جائے بلکہ حضور
کے بعد کوئی نبی پیدا ہو، تو اس سے "خاتمیتِ محمدیہ" میں کوئی فرق نہ آئے
گا......الخ...... تو اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے بعد کسی کو
"نبوت جدیدہ" ملنی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں جو اسے جائز مانے،
وہ باجماع علمائے امت، کافر ہے۔ اور اللہ کے نزدیک زیاں کار اور ان لوگوں
پر، اور جو ان کی اس بات پر راضی ہو، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے
قیامت تک، اگر تائب نہ ہوں۔

﴿۲﴾

و كذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا ﷺ أو بعده، أو، ادعى النبوة
لنفسه أو جوز اكتسابها، قال خليل : أو ادعى شركاً مع نبوته عليه
الصلوة والسلام أو بعده أو جوّز اكتسابها و كذلك من ادعى أنه
يوحى إليه وإن لم يدّع النبوة، قال : فهؤلاء كفار مكذبون للنبي ﷺ
لأنه أخبر أنه خاتم النبيين، واجمعت الأمة على أن هذا الكلام على
ظاهره، وإن مفهومه المراد منه دون تأويل ولا تخصيص فلا شك
فى كفر هئولآء الطوائف كلها قطعاً إجماعاً وسمعاً۔(۱)

(۱) حسام الحرمين، صورة ما رقمه الشيخ محمد العزيز الوزير، (المطبوع الدار العلوم الأمجديه)،
ص ۱۱۳۔۱۱۴، و فى نسخة (المكتبة النبوية)، ص ۱۵۱

ایسے ہی جو نبی ﷺ کے زمانہ میں، یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا ادعاء
کرے، یا اپنی نبوت کا دعوی کرے، یا کہے نبوت کسب سے مل سکتی ہے۔ علامہ
خلیل نے فرمایا، جو حضور کی نبوت میں کسی کو شریک مانے یا حضور کے بعد کسی کو
نبی جانے یا کہے نبوت کسی عمل سے حاصل ہو سکتی ہے، اور ایسے ہی جو اپنی طرف
وحی آنے کا دعوی کرے، اگر چہ نبوت کا مدعی نہ ہو، فرمایا کہ یہ سب کے سب
کافر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ حضور نے
خبر دی ہے کہ وہ سب پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور یہ کہ وہ تمام
جہاں کے لئے بھیجے گئے۔ اور تمام امت نے اجماع کیا کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر
ہے اور اس سے جو سمجھا جاتا ہے وہی مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ
تخصیص۔ تو ان سب طائفوں کے کفر میں اصلاً شک نہیں، یقین کی رو سے،
اجماع کی رو سے، اور قرآن وحدیث کی رو سے۔

وما علينا إلا البلاغ والحمد لله رب العلمين و أفضل الصلوة و أكمل السلام على
سيدنا محمد واله وصحبه وحزبه أجمعين! ﴿امين﴾

مآخذ ومراجع

☆ **الأشباه و النظائر :**

لابن نجيم زين الدين بن إبراهيم المصري الحنفي (٩٧٠ھ) دار الفكر المعاصر، بيروت، دمشق، ١٩٩٩م

☆ **أشعة اللمعات :**

للشيخ عبد الحق المحدث الدهلوي (١٠٥٢ھ)، المكتبة النورية الرضوية، سكر، ١٩٧٦ع

☆ **تحذير الناس :**

مولوي قاسم نانوتوي، المكتبة الرحيمية، ديوبند، و ايضاً محمدي پبلشنگ كمپني، ديوبند

☆ **التفسيرات الأحمديه**

للحافظ أحمد المعروف بملا جيون بن أبي سعيد بن عبيد الله الحنفي الصديقي (١١٣٠ھ)، المكتبة الحقانية، بشاور

☆ **تفسير أبي السعود :**

للقاضي أبي السعد محمد بن محمد العمادي، مطبعة محمد علي صبيح بميدان الأزهر، مصر

☆ **تفسير البغوي المعروف بمعالم التنزيل :**

للبغوي، أبي محمد الحسين بن مسعود الفراء (٥١٦ھ)، مطبعة مصطفى البابي الحلبي و أولاده بمصر، الطبعة الثالثة ١٣٧٥ھ ١٩٥٥م

☆ **تفسير الخازن :**

للعلامة علاؤ الدين علي بن محمد البغدادي، دار الكتب العربية، بشاور

☆ **تفسير جلالين :**

للإمامين جلال الدين السيوطي، و المحلي، دار احياء التراث العربي، بيروت الطبعة الأولىٰ، ١٤٢٠ھ-١٩٩٩م

☆ **تفسير الخازن :**

للعلامة علاؤ الدين علي بن محمد البغدادي، دار الكتب العربية، بشاور

☆ **تفسير روح البيان :**

للحقي، إسماعيل البروسي (١١٣٧ھ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة السابعة، ١٤٠٥ھ - ١٩٨٥م

☆ **تفسير غرائب القرآن و رغائب الفرقان :**

النيسابوري، نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين، علي هامش جامع البيان، الطبعة الأولىٰ، بالمطبعة الكبرىٰ الأميرية ببولاق، مصر ١٣٢٨ھ

☆ **التفسير الكبير :**

للإمام فخر الدين الرازي، دار أحياء التراث العربي، **بيروت، الطبعة الثالثة،** ١٤٢٠ھ - ١٩٩٩م

☆ **جامع البيان في تفسير القرآن :**

الطبري، أبي جعفر محمد بن جرير (٣١٠ھ) الطبعة الأولىٰ بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر ١٣٢٨ھ

☆ **جامع الترمذی :**

للإمام أبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (۲۷۹ ھ) دار السلام النشر و التوزیع ، الریاض

☆ **الجامع لأحکام القرآن :**

القرطبی، أبی عبد الله محمد بن أحمد الأنصاری، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ، ۱٤۱٦ھ ، ۱۹۹٥م

☆ **حسام الحرمین علی منحر الکفرو المین :**

للإمام احمد الرضا (۱۳٤۰ ھ)، دارالعلوم أمجدیه، کراتشی، ۲۰۰۰م، ایضاً المطبوع فی المکتبة النبویة، لاهور ، ۱۳۹٥ ھ

☆ **الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور :**

للسیوطی، جلال الدین (۹۱۱ ھ) دار الحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۱ھ ـ ۲۰۰۱م

☆ **دلائل النبوة :**

للبیهقی، **أبی بکر أحمد بن حسین** (٤٥۸ ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ، ۱٤۲۳ھ

☆ **سنن إبن ماجه :**

للإمام أبی عبد الله محمد بن یزید القزوینی (۲۷۳ ھ) ، دار السلام النشر و التوزیع، الریاض

☆ **سنن أبی داؤد :**

للإمام أبی داؤد سلیمان بن أشعث السجستانی (۲۷٥ ھ)، دار السلام النشر و التوزیع، الریاض

☆ **سنن الدارمی :**

للإمام أبی محمل عبد الله بن عبد الرحمن (۲٥٥ ھ) دار الکتب العلمیة ، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۷ھ

☆ **سنن النسائی :**

للإمام أبی عبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائی (۳۰۳ ھ) ، دار السلام النشر و التوزیع، الریاض

☆ **شبستان اردو دائجست**

دهلی، نوفیمبر ۱۹۷٤م

☆ **شرح السنة :**

للبغوی، أبی محمد الحسین بن مسعود (٥۱٦ ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة، ۱٤۲٤ھ

☆ **شرح صحیح مسلم للنوی :**

للإمام یحییٰ بن شرف الشافعی (٦۷٦ ھ) دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولیٰ، ۱٤۲۰ھ

☆ **صحیح البخاری :**

للامام أبی عبد الله محمد بن إسماعیل البخاری (۲٥٦ ھ) دار السلام، النشر و التوزیع، الریاض

☆ **صحیح مسلم :**

للإمام أبی الحسین، مسلم بن الحجاج القشیری (۲٦۱ ھ) ، دار السلام النشر و التوزیع، الریاض

☆ **الفتح الكبير فى ضمّ الزيادة إلى الجامع الصغير :**

للنبهانى، يوسف بن إسماعيل (١٣٥٠ ھ) دار الأرقم، بيروت

☆ **مدارج النبوة :**

للشيخ عبد الحق المحدث الدهلوى (١٠٥٢ ھ)، المكتبة النورية الرضويه، سكر، ١٣٩٣ھ

☆ **مدارك التنزيل (تفسير نسفى) :**

للنسفى، أبى البركات عبد الله بن أحمد الحنفى (٧١٠ ھ)، دار الكتب العربية، بشاور

☆ **مرقاة المفاتيح :**

علی بن سلطان محمد (١٠١٤ ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولىٰ، ١٤٢٣ھ

☆ **مستدرك للحاكم :**

للحافظ أبى عبد الله محمد بن عبد الله نيسابورى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ، ١٤١١ھ

☆ **المسند :**

للامام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، بيروت، طبعة الأولىٰ ١٤٢١ ھ، ٢٠٠١م

☆ **مشكاة المصابيح :**

للتبريزى، ولى الدين محمد بن عبد الله الخطيب، (٧٤١ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ، ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

☆ **المواهب اللدنيه :**

للقسطلانى، أحمد بن محمد (٩٢٣ ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٦ھ

☆ **الموطا (برواية يحيىٰ بن يحيىٰ) :**

للإمام مالك بن انس (١٧٩ ھ)، دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ، ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

☆ جواہرالبحور ☆ جامع کبیر ☆ جامع بیہقی

☆ ہدیۃ المہدیین ☆ مناقب الامام ☆ الفتوحات المکیہ

☆ ردشہاب ثاقب ☆ امدادالمفتیین ☆ قاموس

فہارس احادیث و آثار

فروغ اہلسنّت کے لئے......امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

۳۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔

۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔

۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرًا و تقریرًا و وعظًا و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔

۶۔ حمایت مذہب و رد بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو، بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے ،نیچری ہوئے ،قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)